﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک 30 جون 2017ء | 05 شوّال 1438 ہجری قمری ❁ 30 احسان 1396 ہجری شمسی | شمارہ 26

علم حاصل کرو

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علم حاصل کرو کیونکہ علم مومن کا دلی دوست ہے۔ حلم اس کا وزیر ہے اور عقل اس کی رہنما ہے اور عمل اس کا نگران ہے اور رفق اس کا باپ اور نرمی اس کا بھائی اور صبر اس کے لشکروں کا سردار ہے۔

(الجامع الصغیر جلد 2 صفحہ 53)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

میں بے ضرورت اور بے مقصد نہیں آیا بلکہ مَیں تپتی ہوئی زمین پر بارش برسانے والے بادل کی طرح آیا ہوں۔

بے شک مَیں خدائے نگہبان کے فضلوں سے صادق ہوں اور مَیں ضرورت اور وبا کے وقت آیا ہوں۔

اَللّٰہُ اَعۡطَانِیۡ حَدَائِقَ عِلۡمِہٖ — لَوۡلَا الۡعِنَایَۃُ کُنۡتُ کَالسُّفَہَاءِ

اللہ نے مجھے اپنے علم کے باغ عطا فرمائے ہیں۔ اگر اللہ کی عنایت نہ ہوتی تو میں بھی بے وقوفوں کی طرح ہوتا۔

اِنِّیۡ دَعَوۡتُ اللّٰہَ رَبًّا مُّحۡسِنًا — فَاَرٰی عُیُوۡنَ الۡعِلۡمِ بَعۡدَ دُعَائِیۡ

میں نے اپنے اللہ ربِّ محسن سے درخواست کی تو میری دعا کے بعد اس نے (مجھے) علم کے چشمے دکھا دیئے۔

اِنَّ الۡمُہَیۡمِنَ لَا یُعِزُّ بِنَخۡوَۃٍ — اِنۡ رُمۡتَ اِعۡزَازًا فَکُنۡ کَعَفَاءِ

بے شک خدائے نگہبان تکبّر پر عزّت نہیں دیتا۔ اگر تو اعزاز حاصل کرنا چاہتا ہے تو خاک کی طرح ہو جا۔

وَاللّٰہِ قَدۡ فَرَّطۡتَ فِیۡ اَمۡرِیۡ ہَوًی — وَاَبَیۡتَ کَالۡمُسۡتَعۡجِلِ الۡخَطَّاءِ

خدا کی قسم! تو نے ہوا و ہوس کی وجہ سے میرے معاملے میں کوتاہی کی ہے اور جلد باز خطا کار کی طرح انکار کر دیا ہے۔

اَلۡحُرُّ لَا یَسۡتَعۡجِلَنۡ بَلۡ اِنَّہٗ — یَرۡنُوۡ بِاِمۡعَانٍ وَّ کَشۡفِ غِطَاءِ

تعصّب سے آزاد (انسان) جلد بازی نہیں کیا کرتا وہ گہری نظر سے اور پردہ اٹھا کر دیکھتا ہے۔

یَخۡشَی الۡکِرَامُ دُعَاءَ اَہۡلِ کَرَامَۃٍ — رُحۡمًا عَلَی الۡاَزۡوَاجِ وَالۡاَبۡنَاءِ

شرفا اپنے بیوی بچوں پر رحم کرتے ہوئے اہلِ کرامت کی دعا سے ڈرتے ہیں۔

عِنۡدِیۡ دُعَاءٌ خَاطِفٌ کَصَوَاعِقٍ — فَحَذَارِ ثُمَّ حَذَارِ مِنۡ اَرۡجَائِیۡ

میری دعا ایسا تیر ہے جو بجلیوں کی طرح تیزی سے اپنے نشانے پر جا لگتا ہے (پس مخالفانہ طور پر) میرے قریب آنے سے بچو اور پھر بچو۔

وَاللّٰہِ اِنِّیۡ لَا اُرِیۡدُ اِمَامَۃً — ہٰذَا خَیَالُکَ مِنۡ طَرِیۡقِ خَطَاءِ

خدا کی قسم! میرا امام بننے کا خود کوئی ارادہ نہیں۔ تیرا یہ خیال غلطی سے پیدا ہوا ہے۔

اِنَّا نُرِیۡدُ اللّٰہَ رَاحَۃَ رُوۡحِنَا — لَا سُؤۡدَدًا وَّرِیَاسَۃً وَّعَلَاءِ

بے شک ہم تو صرف اللہ کو چاہتے ہیں جو ہماری روح کی راحت ہے۔ ہم کسی سرداری، ریاست اور غلبہ کو نہیں چاہتے۔

اِنَّا تَوَکَّلۡنَا عَلٰی خَلَّاقِنَا — مُعۡطِی الۡجَزِیۡلِ وَوَاہِبِ النَّعۡمَاءِ

ہم نے اپنے پیدا کرنے والے پر توکّل کیا ہے جو بہت دینے والا اور نعمت کا عطا کرنے والا ہے۔

مَنۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ کَانَ مُکَرَّمًا — لَا زَالَ اَہۡلَ الۡمَجۡدِ وَالۡاٰلَاءِ

جو خدا کا ہو گیا وہ بزرگ بن جاتا ہے اور وہ ہمیشہ بزرگی اور نعمتوں والا بنا رہتا ہے۔

اِنَّ الۡعِدَا یُؤۡذُوۡنَنِیۡ بِخَبَاثَۃٍ — یُؤۡذُوۡنَ بِالۡبُہۡتَانِ قَلۡبَ بَرَاءِ

بے شک دشمن خباثت سے مجھے تکلیفیں دے رہے ہیں وہ بہتان لگا کر ایک بے گناہ انسان کے دل کو ایذا پہنچا رہے ہیں۔

ہُمۡ یُذۡعِرُوۡنَ بِصَیۡحَۃٍ وَّ نَعُدُّہُمۡ — فِیۡ زُمَرِ مَوۡتٰی لَا مِنَ الۡاَحۡیَاءِ

وہ چیخ و چلّا کر (ہمیں) ڈراتے ہیں حالانکہ ہم انہیں مُردوں کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں نہ کہ زندوں میں۔

کَیۡفَ التَّخَوُّفُ بَعۡدَ قُرۡبِ مُشَجِّعٍ — مِنۡ ہٰذِہِ الۡاَصۡوَاتِ وَالضَّوۡضَاءِ

جرأت عطا کرنے والے (خدا) کے قرب کے بعد ان آوازوں اور شور و غوغا سے ڈر کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟

یَسۡعَی الۡخَبِیۡثُ لِیُطۡفِئَنۡ اَنۡوَارَنَا — وَالشَّمۡسُ لَا تَخۡفٰی مِنَ الۡاِخۡفَاءِ

خبیث کوشش کرتا ہے کہ ہمارے انوار کو بجھا دے اور آفتاب تو چھپانے سے چھپ نہیں سکتا۔

اِنَّ الۡمُہَیۡمِنَ قَدۡ اَتَمَّ نَوَالَہٗ — فَضۡلًا عَلَیَّ فَصِرۡتُ مِنۡ نُّحَلَاءِ

بے شک خدائے نگہبان نے اپنی بخشش کو کمال تک پہنچا دیا ہے مجھ پر فضل کرتے ہوئے پس میں بخشش کرنے والوں میں سے ہو گیا۔

نُعۡطِی الۡعُلُوۡمَ لِدَفۡعِ مَتۡرَبَۃِ الۡوَرٰی — طَالَتۡ اَیَادِیۡنَا عَلَی الۡفُقَرَاءِ

مخلوق کی تنگ دستی دور کرنے کے لئے ہم علوم کا مال عطا کرتے ہیں اور محتاجوں پر ہمارے احسانات بہت زیادہ ہو گئے ہیں

اِنۡ شِئۡتَ لَیۡسَتۡ اَرۡضُنَا بِبَعِیۡدَۃٍ — مِنۡ اَرۡضِکَ الۡمَنۡحُوۡسَۃِ الصَّیۡدَاءِ

اگر تُو بھی کچھ لینا چاہتا ہے تو ہماری زمین کچھ دور نہیں ہے تیری اس زمین سے جو منحوس، سپاٹ اور سنگلاخ ہے۔

صَعُبَ عَلَیۡکَ زَمَانُ سُئُلِ مُحَاسِبٍ — اِنۡ مِتَّ یَا خَصۡمِیۡ عَلَی الشَّحۡنَاءِ

حساب لینے والے (خدا) کے سوالوں کی گھڑی تجھ پر سخت ہو گی۔ اے میرے دشمن! اگر تو کینے میں مر گیا۔

مَا جِئۡتُ مِنۡ غَیۡرِ الضَّرُوۡرَۃِ عَابِثًا — قَدۡ جِئۡتُ مِثۡلَ الۡمُزۡنِ فِی الرَّمۡضَاءِ

میں بے ضرورت اور بے مقصد نہیں آیا بلکہ مَیں تپتی ہوئی زمین پر بارش برسانے والے بادل کی طرح آیا ہوں۔

عَیۡنٌ جَرَتۡ لِعِطَاشِ قَوۡمٍ اُضۡجِرُوۡا — اَوۡ مَاءُ نَقۡعٍ طَافِحٍ لِظِمَاءِ

پیاس کے مارے بے کل لوگوں کے لئے ایک چشمہ جاری ہو گیا اور پیاسوں کے لئے بہت سا صاف پانی جاری ہو گیا ہے۔

اِنِّیۡ بِاَفۡضَالِ الۡمُہَیۡمِنِ صَادِقٌ — قَدۡ جِئۡتُ عِنۡدَ ضَرُوۡرَۃٍ وَّوَبَاءِ

بے شک مَیں خدائے نگہبان کے فضلوں سے صادق ہوں اور مَیں ضرورت اور وبا کے وقت آیا ہوں۔

ثُمَّ اللِّئَامُ یُکَذِّبُوۡنَ بِخُبۡثِہِمۡ — لَا یَقۡبَلُوۡنَ جَوَائِزِیۡ وَعَطَائِیۡ

پھر بھی کمینے لوگ اپنے خُبث کی وجہ سے مجھے جھٹلاتے ہیں اور میری بخشش و عطا کو قبول نہیں کرتے۔

کَلِمُ اللِّئَامِ اَسِنَّۃٌ مَذۡرُوۡبَۃٌ — وَصُدُوۡرُہُمۡ کَالۡحَرَّۃِ الرَّجۡلَاءِ

کمینوں کی باتیں تیز نیزے ہیں اور ان کے سینے سخت سنگلاخ زمین کی طرح ہیں۔

...................(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 228 تا 231۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 03 اگست 2015ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔

پہلا نکاح عزیزہ بینش احمد خان بنت مکرم نصیر احمد خان صاحب کا ہے جو عزیزم نبیل احمد آصف واقف نو ابن مکرم عبدالکریم صاحب لندن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزہ بینش کے والد نصیر احمد صاحب حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی کے نواسے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے خاندان میں پرانی احمدیت ہے۔ اور احمدیت کا پرانے خاندانوں سے ہونا یہ تقاضا بھی کرتا ہے کہ ان کے بزرگوں نے جو قربانیاں کیں، جس طرح قبول کیا، جو اخلاص و وفا دکھایا اس کو آئندہ نسلیں بھی جاری رکھیں۔ پس نئے قائم ہونے والے رشتوں کو بھی ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ منیرہ شمیم خان بنت مکرم نسیم احمد خان صاحب کا ہے جو سٹن (Sutton) کے صدر جماعت ہیں جو عزیزم رضوان مسعود خان ابن مکرم عرفان احمد خان صاحب جرمنی کے ساتھ آٹھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

یہ دونوں خاندان بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت محمود الحسن صاحب سے ان کا تعلق ہے۔ عزیزم رضوان مسعود کے دادا مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی واقف زندگی تھے۔ لمبا عرصہ ان کو الفضل کے ایڈیٹر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ربوہ کے پرانے رہنے والے لوگوں میں سے تھے۔ اس زمانہ میں جب ربوہ کی ابتدا ہوئی، ایک چھوٹا سا شہر تھا اور ہر شخص دوسرے کو جانتا تھا اور ان بزرگوں کا ہر ایک پر ایک خاص اثر تھا۔ ہم بچے تھے، ہم نے بھی دیکھا کہ بے نفس ہو کر یہ لوگ کام کرنے والے تھے۔ سادہ زندگی تھی اور قناعت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ پس اصل چیز قناعت ہے جس کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ دولت بھی آجاتی ہے بعد میں، پیسہ بھی آجاتا ہے، دنیا بھی مل جاتی ہے، لیکن اگر قناعت نہ ہو تو زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ پس ان نئے قائم ہونے والے رشتوں کو، لڑکی کو بھی لڑکے کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ قناعت سے زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ اور ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کریں تبھی یہ رشتے قائم بھی رہتے ہیں، دیرپا بھی ہوتے ہیں، زندگی سکون سے بھی گزرتی ہے اور آئندہ نسلیں بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہوتی ہیں۔ اور یہی ایک احمدی کی زندگی کا مقصد ہونا چاہئے۔ پس جب رشتے قائم ہوں، خوشی کے مواقع ہوں تو اس حقیقی خوشی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے۔ اللہ کرے کہ یہ دونوں خاندان ان باتوں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ اب مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 27رمئی 2017ء بروز ہفتہ 11 بجے صبح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم سیف اللہ سلیم صاحب (ابن مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔Bromley۔یوکے) اور مکرم مرزا عبدالصمد صاحب۔کرائیڈن (ابن مکرم ڈاکٹر مرزا عبدالرؤوف صاحب۔سابق امیر جماعت اٹک) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

1۔مکرم سیف اللہ سلیم صاحب (ابن مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔Bromley۔یوکے)

24 مئی 2017ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق بہلول پور ضلع فیصل آباد سے تھا۔ لمبے عرصہ سے یوکے میں مقیم تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے باقاعدگی کے ساتھ مسجد بیت الفتوح میں آتے تھے اور لوکل سطح پر ہونے والے جماعتی اور تنظیمی پروگراموں میں بھی بڑی باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔

2۔مکرم مرزا عبدالصمد صاحب۔کرائیڈن (ابن مکرم ڈاکٹر مرزا عبدالرؤوف صاحب۔سابق امیر جماعت اٹک)

22 مئی 2017ء کو چند ماہ بعارضہ کینسر بیمار رہنے کے بعد 55 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت ڈاکٹر مرزا عبدالکریم صاحب کے پوتے اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب چھٹی مسیح کے پڑپوتے تھے۔ آپ کو اٹک میں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ یوکے آنے کے بعد لوکل جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں چار بہنیں اور پانچ بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب :

1۔مکرمہ ناہید انجم صاحبہ (اہلیہ مکرم نصیر الدین احمد صاحب۔آف کینیڈا)

12 اپریل 2017ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم مولانا چراغ الدین صاحب مرحوم سابق مربی سلسلہ پشاور کی بہو تھیں۔ نمازوں کی پابند، دعاگو، نہایت نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ خلافت سے گہرا وابستگی کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

2۔مکرم مظفر احمد صاحب (چک سدیو۔سیالکوٹ)

28 مارچ 2017ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے دوران ملازمت کوئٹہ، سرگودھا، راولپنڈی اور ایبٹ آباد میں خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ ضلع سیالکوٹ کے حلقہ ڈھپیئی کوٹلی لوہاراں کے امیر رہے۔ وفات سے قبل سیالکوٹ کی جماعت چک سدیو میں سیکرٹری جائیداد کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ خلافت اور نظام جماعت کے اطاعت گزار، بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

3۔مکرم محمد رمضان صاحب (آف دارالیمن غربی۔ربوہ)

12 مئی 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1992ء میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ عشق تھا اور نظامِ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ ایم ٹی اے بڑی باقاعدگی سے سنا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم ظفر احمد صاحب (اسیر راہ مولیٰ) حال آسٹریلیا کے والد تھے۔

4۔مکرم الحاج عبدالوہاب Durojaiye صاحب (آف نائیجیریا)

18 مارچ کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ پنجوقتہ نماز اور تہجد کے پابند تھے۔ اپنے بچوں کو بھی نمازوں کی تلقین کرتے رہتے۔ مرحوم نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنی زمین مسجد کی تعمیر کے لئے جماعت کو پیش کرنے کی توفیق پائی۔ بہت دیانتدار، بہادر اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ جماعت کی تمام تقریبات میں باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ لوکل جماعت میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

5۔مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا خلیل احمد صاحب۔لاہور)

24 اپریل 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت محمد شیخ چغتائی صاحبؓ کی بیٹی اور حضرت بابو رشن دین صاحبؓ کی پوتی تھیں۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، جماعت کی فعال رکن اور چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ پردہ کی بہت پابند تھیں۔ 1982ء سے 1986ء تک ربوہ میں اپنے حلقہ کی صدر لجنہ رہیں۔ اور جب کراچی منتقل ہوئیں تو وہاں بھی دو مرتبہ انہیں اپنے حلقہ کی صدر رہنے کی توفیق ملی۔ MTA سے خطبات جمعہ و دیگر پروگرام نیز اخبار الفضل بڑی باقاعدگی سے دیکھا اور پڑھا کرتی تھیں۔ مرحومہ نہایت ملنسار، عاجز اور اسلامی روایات کی پابند تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں اور 13 پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

6۔مکرم ٹی رایو صاحب (T.Rayu)۔انڈیا

12 مئی 2017ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1949ء میں 18 سال کی عمر میں بیعت کی توفیق پائی۔ آپ کے گاؤں میں احمدیت کا نفوذ آپ ہی کے ذریعہ ہوا۔ بیعت کے بعد مخالفت اور مشکلات کو بڑے صبر سے برداشت کیا۔ آپ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ جماعتی لٹریچر پڑھنے اور تبلیغ کرنے کا بہت شوق تھا۔ مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ نے 27 سال تک مقامی جماعت کے صدر کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نظام جماعت کے پابند اور خلافت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ مرکزی نمائندگان کی بڑی عزت وتکریم اور مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ احمدیوں کے علاوہ غیر احمدیوں میں بھی ہردلعزیز تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

8۔مکرم سید محمد یونس صاحب (ابن مکرم سید خیر محمد صاحب مرحوم۔افغانستان)

6 دسمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ ضلع حاجی آریوب صوبہ پکتیا کے رہنے والے تھے۔ 1956ء میں جب احمدیوں کے گھر جلائے گئے تو ان میں آپ کا گھر بھی شامل تھا۔ بعد ازاں آپ کابل آگئے اور پھر وہیں سکونت اختیار کرلی۔ 2008ء میں افغانستان میں باقاعدہ جماعت کے قیام پر آپ کو امام صلوۃ اور صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بہترین اخلاق کے مالک، صابر وشاکر، بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ خلافت سے محبت اور وفا کا ایک خاص تعلق تھا۔ آپ مکرم سید نعمت اللہ صاحب (مربی سلسلہ) کے والد اور مکرم سید محمد آصف سیال صاحب (مربی سلسلہ) اور مکرم سید سلیم احمد صاحب (مربی سلسلہ) کے تایا تھے۔ مرحوم کے بیٹوں کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

8۔مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر عبدالحلیم ابڑو صاحب شہید۔لاڑکانہ)

18 مئی 2017ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 16 اپریل 1983ء کو جب آپ کے گھر پر حملہ کر کے میاں کو شہید کیا گیا تو اس وقت آپ بھی شدید زخمی ہوئی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو نئی زندگی ملی۔ آپ نے خاوند کی شہادت کے بعد 34 سال بیوگی کی حالت میں بڑے صبر وشکر کے ساتھ گزارے۔ مرکزی مہمانوں کی بڑی خندہ پیشانی سے خدمت کرتیں اور ضلعی میٹنگ کے مواقع پر سب کے لئے بڑی خوش دلی سے کھانا تیار کر کے پیش کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم ریاض احمد ناصر ابڑو صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل ناظم آباد کراچی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر456

مکرم ہانی یاسین صاحب(1)

مکرم ہانی یاسین صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1973ء میں ہوئی۔ ان کا احمدیت کے ساتھ تعارف تقریباً دس سال پہلے ہوا، اور پھر جلد ہی یہ نہ صرف احمدیت کی سچائی کے قائل ہوگئے بلکہ اس وقت سے خود کو احمدی متصور کرنے لگے۔ بعد میں تقریباً دوسال قبل انہیں باضابطہ طور پر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ اپنے اس سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

میں نے دینی لحاظ سے ایک لاپرواہ لیکن مالی لحاظ سے نسبتًا اچھے گھرانے میں ہوش سنبھالا۔ میرے والد صاحب مصری فوج میں آفیسر تھے۔ میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا شاید اس لئے میرے والد صاحب کو مجھ سے خاص محبت اورانس تھا۔ وہ مجھ سے اس قدر لاڈ پیار سے کام لیتے کہ دیکھنے والا اس پر تعجب کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ بلکہ خود میں بھی جب کبھی ان بیتے ایام کی یادوں کا مطالعہ کرتا ہوں تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ والد صاحب نے یقینًا میرے ساتھ لاڈ و پیار کا ایسا سلوک روا رکھا ہوا تھا جس کی مثال شاید بہت کم ملے گی۔ والد صاحب میری کوئی بھی خواہش ردّ نہ کرتے تھے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ میں جس چیز کا بھی مطالبہ کرتا وہ اسے میرے دین، اخلاق اور شخصیت پر پڑنے والے اثرات سے بے نیاز ہوکر مہیا کردیتے۔

لہوولعب نے کھلاڑی بنادیا

والد صاحب کے بے جا لاڈ پیار نے میری زندگی اور شخصیت پر بہت گہرا اثر چھوڑا۔ میں بڑا ہوا تو سوائے لہوولعب کے میرا کوئی دین نہ تھا۔ باوجود اس کے کہ میں ذہین تھا اور معمولی محنت کے ساتھ ہی کلاس میں پوزیشن حاصل کرلیتا تھا پھر بھی کھیل کود کی طرف دھیان ہونے کی وجہ سے بمشکل میٹرک تک پہنچ سکا۔

مجھے فٹبال کا بہت شوق تھا اور ہر وقت اس کی ہی لَو لگی رہتی تھی۔ اچھا کھیلتے کھیلتے میں مصر اور افریقہ کے بڑے بڑے کلبوں کی طرف سے کھیلنے لگا۔ ان میں سے ایک کلب کا انگلش کوچ میرے کھیل سے بہت متاثر ہوا اور اس نے کہا کہ میں تجھے مصر کا بہترین فٹبالر بنا دوں گا۔ میں اچھا کھیلتا رہا تا آنکہ کھیل سے سالانہ چھٹیوں کے دوران ایک حادثے میں میرے پاؤں میں زخم آگیا۔ چھٹیوں کے بعد میں کلب میں لوٹا تو حادثے کی وجہ سے سب نے میری پرفارمنس میں واضح فرق محسوس کیا۔ میرے کوچ نے سبب پوچھا تو میں نے انہیں صحیح بات نہ بتائی تاہم میری پرفارمنس سب کے سامنے تھی۔ میں پوری قوت کے ساتھ دوڑ نہیں پارہا تھا جس کی بنا پر میرے کوچ اور کلب والوں کو یقین ہوگیا کہ میں اس صورتحال میں اچھا کھیل پیش نہیں کرسکتا۔ قصہ مختصر یہ کہ میں مذکورہ حادثے کی وجہ سے مصر کی نیشنل ٹیم میں تو جگہ نہ بنا سکا تاہم ڈومیسٹک لیول پر میں نے فٹبال کھیلی۔

زندگی میں اچانک اہم موڑ آگیا

اس عرصہ میں میری زندگی میں ایک اہم موڑ آیا۔ میری عمر اس وقت اکیس سال تھی کہ اچانک میرے والد صاحب کی وفات ہوگئی۔ جس کے بعد سب کچھ بدل گیا۔ والد صاحب گھر کے واحد کفیل تھے جبکہ مجھے مختلف کلبوں کی طرف سے کھیلنے کے نتیجے میں ملنے والی رقم ناکافی تھی۔ اس دھچکے نے مجھے خدا تعالیٰ کی طرف راغب کردیا اور میں نے فٹبال چھوڑ کر مسجد کا رخ کیا اور سلفی طرز فکر سے اس قدر متاثر ہوا کہ اسے ہی صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق سمجھ کر تمام فرقوں میں سے بہترین اور راہ حق پر قائم فرقہ سمجھنے لگ گیا۔

میرے سوال اوران کے جواب

کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ میرے دل میں کچھ سوالات پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ مثلاً یہ کہ مسلمان ہر طرف پستی، ذلت اور رسوائی کا شکار کیوں ہیں؟ ہم کس لئے لمبی داڑھیاں اور اونچی پتلونیں پہنتے ہیں؟ دنیا میں ہر جگہ مسلمانوں کا ہی خون کیوں بہایا جارہا ہے؟

جب میں مولویوں سے یہ سوال پوچھتا تو وہ کہتے کہ مسلمانوں کی اس حالت کا سبب اسلام نہیں بلکہ خود مسلمان ہیں کیونکہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات سے دور ہیں۔ میں کہتا کہ اچھا پھر یہ بتادیں کہ امّت ان صحیح تعلیمات کی طرف کب لَوٹے گی؟ اس پر وہ جھلاّ کر کہتے کہ تمہیں کس بات کی جلدی ہے؟ تم خود ان صحیح تعلیمات پر عمل کرو اور باقی لوگوں کی فکر چھوڑدو۔

میں پوچھتا کہ مسلمانوں کی اس تباہ کن صورتحال کا آخر انجام کیا ہے؟ وہ جواب دیتے کہ یہ ابتلاء ہے۔

میں سوچ میں پڑ جاتا کہ اس قتل وخون اور فرقہ بازی وتباہی کو ابتلاء کہنا درست ہے یا اسے عذاب کہنا چاہئے!

رضاعِ کبیر اور میرا موقف

مولویوں کے ساتھ میرے ایسے سوال وجواب کا سلسلہ جاری تھا کہ اس دوران ایسا واقعہ ہوا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ میں اسلام کو ہی ترک کردیتا۔ اوراس کا سبب الأزہر کے علماء تھے۔ یہ واقعہ رضاع کبیر یعنی بڑے شخص کی رضاعت کے مسئلہ کی صورت میں سامنے آیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کی بنیادی روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی گئی تھی۔ میرے خیال میں ایسی روایت اور اس سے اخذ کردہ نتیجہ کو دوسرا واقعۂ افک قرار دینا چاہئے کیونکہ اس روایت کی بنا پر سارا الزام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر آجاتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو داغدار کرنے کی ایک سازش ہے۔ واللہ اعلم۔

میں نے یہ روایت اوراس کے مضمون کو قرآن کریم کی تعلیم پر پرکھا تو اس یقین پر قائم ہوگیا کہ یہ سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔ لیکن میری نظر علماء ازہر کی طرف تھی کہ وہ شاید اس کی نفی کریں گے۔ لیکن ان کے موقف نے مجھے تمام مولویوں کے مقاطعہ پر مجبور کردیا۔

ازہر کے علماء سے مایوس ہوکر میں نے سلفیوں کے دیگر بڑے بڑے مولویوں کی رائے جاننے کے لئے ڈش لگوائی اور مختلف دینی چینلز دیکھنے لگ گیا۔ لیکن افسوس کہ بڑی عمر کے شخص کی رضاعت کے بارہ میں سب کی رائے ایک تھی اور سب ہی مذکورہ بالا روایت پر بناء کرکے اس کے مسئلہ کے جواز کا فتویٰ دے رہے تھے۔

الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے نتیجے میں یہ توفیق دی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے ہر اس چیز کی نفی کردی جو قرآن کریم کی تعلیم کے منافی تھی۔ میرا موقف یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی تعلیم کا مجسم نمونہ تھے اس لئے اس تعلیم میں اوراس کے مجسم نمونہ میں کوئی اختلاف ہونا ممکن نہیں ہے۔

پہلی نظر میں محبت

انہی دینی چینلز کو بدل بدل کر دیکھنے کے دوران ایک چینل پر میری نظر ایک تصویر پر پڑی۔ میں اس شخص کو بالکل نہ جانتا تھا لیکن خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ اس پہلی نظر میں ہی اس شخص کی محبت میرے دل میں گھر کرگئی۔ اور میں بے چین ہوکر یہ سوچنے لگ گیا کہ یہ شخص کون ہے؟ اور یہ چینل کس کا ہے؟ مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہ شخص کسی قوم کا عظیم آدمی ہے اوراس قوم نے اس کے خیالات کی ترویج کے لئے یہ پرائیویٹ چینل کھولا ہوا ہے۔ یہ چینل ایم ٹی اے تھا اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابھی ایم ٹی اے العربیہ کی تجرباتی نشریات شروع ہوئی تھیں اس لئے اکثر اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ آپ کے مختلف اقتباسات پیش کئے جاتے تھے۔

مَیں تقریباً ہر روز اس چینل پر ٹھہر کر حضور علیہ السلام کی تصویر کی طرف دیکھتا اور کہتا کہ نہ جانے کب یہ چینل کھلے گا اور مجھے اس شخص کی حقیقت کے بارہ میں علم ہوگا۔

دریدہ دہن پادری اور علماءِ ازہر

اسی دوران میرا تعارف ایک عیسائی چینل سے ہوا جس پر زکریا بطرس نامی ایک پادری نے اسلام کے خلاف محاذ کھول رکھا تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس مسئلہ کی وجہ سے میں الازہر اور دیگر علماء ومشائخ سے منہ موڑ کر آیا تھا اس عیسائی چینل پر پادری اسی یعنی بڑی عمر کے شخص کی رضاعت کے مسئلہ کو مزے لے لے کر بیان کررہا تھا اور اس کی بناء پر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کے بارہ میں ہرزہ سرائی کررہا تھا۔

مَیں تقریباً ہر روز شام کے وقت اس کا چینل دیکھتا اور غم وحزن کی تصویر بن کر اور کبیدہ خاطر ہوکر چینلز بدل بدل کر دیکھتا کہ شاید کوئی مولوی اس دریدہ دہن پادری کے مزاعم اور بدزبانی کا جواب دے رہا ہو، لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی کہ پادری تو سلفی مولویوں اور ازہر کے علماء کو ببانگ دہلِ ان باتوں کا جواب دینے کے لئے پکار رہا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کی باتوں کا جواب دینے یا اس سے مناظرہ کرنے کو تیار نہ تھا۔ بلکہ جب پادری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہورہا تھا اس وقت مولویوں کے چینلز پر عورتوں کے مسائل پر بحثیں چل رہی تھیں۔ بالآخر ان کے ایک بڑے عالم شیخ یعقوب نے زبان کھولی اور اس بارہ میں فتویٰ دیا کہ اس پادری کی باتوں کا جواب دینے کی بجائے ہمیں خاموشی اختیار کرتے ہوئے اس کے پروگرامز کا مقاطعہ کرنا چاہئے۔ یہ سن کر میرے ہم وغم میں مزید اضافہ ہوگیا اور میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھنے کے علاوہ کچھ نہ کرسکا۔

زندگی کا دھارا بدلنے والا ایک اور واقعہ

میں ان دنوں ایک بہت بڑے تاجر کے ذاتی ڈرائیور کے طور پر کام کرتا تھا لیکن میں اس کے لئے صرف ڈرائیور ہی نہ تھا بلکہ اسے مجھ پر بہت اعتماد تھا اور اسی بنا پر اس نے کئی اوراہم امور بھی میرے سپرد کئے ہوئے تھے۔ ایک روز اس نے مجھے کہا کہ فلاں بینک کے پاس میرا انتظار کرو۔ میں وہاں پہنچا تو اس نے بینک سے تقریباً ایک ملین مصری پونڈز نکلوا کر مجھے دیتے ہوئے کہا کہ یہ اس کی فیکٹری کے بعض مزدوروں کی تنخواہ ہے جو فیکٹری میں موجود فلاں انجینئر تک پہنچادو۔

میں فیکٹری پہنچ کر اس انجینئر تک یہ رقم پہنچا کر اس کے اگلے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ دن گرم تھا اور میں گاڑی کا اے سی چلا کر بیٹھ گیا ایسے میں مجھے نیند آگئی۔ کچھ دیر کے بعد انجینئر آیا اوراس نے مجھ سے کہا کہ مجھے فلاں مقام پر چھوڑ دو۔ میں اسے چھوڑ کر مالک کے گھر کی طرف جارہا تھا کہ مالک کا فون آگیا۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ ایک ملین پونڈز کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ تو میں نے انجینئر صاحب کے حوالے کردیئے تھے۔ مالک کو میرے اس جواب سے شدید صدمہ پہنچا اور جو جواب اس نے دیا اس سے مجھے شدید صدمہ پہنچا۔ اس نے کہا کہ میں نے تو تمہیں اپنے اموال کا امین بنایا تھا، میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک روز تم اس اعتماد کا یہ بدلہ دوگے؟ میں نے کہا کہ میرا جرم کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے میرا مال چوری کیا ہے اور جو رقم میں نے تمہیں بطور امانت دی تھی تم نے اس میں خیانت کی ہے۔ اس کے یہ الفاظ میرے کانوں پر بجلی بن کر گرے اور مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے میرا دل سینے سے نکل کر میرے پاؤں میں آگرا ہے۔ میں نے قسم کھاتے ہوئے کہا کہ میں نے یہ رقم انجینئر صاحب کے حوالے کردی تھی۔ آپ اس انجینئر سے پوچھ سکتے ہیں۔ مالک نے کہا کہ اسی انجینئر کا ہی مجھے فون آیا تھا اور اس نے کہا ہے کہ اس نے دوبارہ یہ رقم تمہارے حوالے کردی تھی۔

اچانک میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ ہوسکتا ہے کہ میری نیند کی حالت میں انجینئر صاحب نے یہ رقم گاڑی میں رکھ دی ہو اور مجھے اس کا پتہ نہ چلا ہو۔ چنانچہ میں نے کہا کہ ایک منٹ انتظار کریں میں گاڑی میں دیکھ کر بات کرتا ہوں۔

میں نے گاڑی کی ڈگی کھول کر دیکھا تو اس میں وہ بیگ پڑا ہوا تھا جس میں ساری رقم موجود تھی۔ میں نے مالک سے کہا کہ خوشی کی خبر ہے کہ آپ کی رقم گاڑی میں ہی موجود ہے اور میں آپ کو دینے کے لئے آرہا ہوں۔

ہوا یوں کہ انجینئر نے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے رقم والا بیگ ڈگی میں رکھ دیا جبکہ میں سویا ہوا تھا اور مجھے اس کا علم نہ ہوا۔ بہرحال جو کچھ ہوا وہ ایک غلط فہمی تھی۔ لیکن میری خودداری نے وہاں مزید ملازمت کرنا گوارہ نہ کیا۔ لہٰذا میں مالک کو رقم دینے کے لئے پہنچا تو ساتھ گاڑی کی چابیاں بھی دیتے ہوئے کہا کہ میں نوکری چھوڑ رہا ہوں۔

اس نے بہت اصرار کرتے ہوئے رکنے کا کہا لیکن میں نے کہا کہ میں ایسا الزام برداشت نہیں کرسکتا۔ آج تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے بچالیا ہے۔ کل کلاں کو کوئی ایسا واقعہ پیش آگیا تو میں کیا کروں گا؟

یہ صورتحال دیکھ کر میرے مالک نے ایک ایسی بات کہہ دی جس کی بنا پر میں اپنا فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور ہوگیا۔ (اس کی تفصیل اگلی قسط میں بیان کی جائے گی)۔

(باقی آئندہ)

جنت ایک ایسا لفظ ہے جو ہر انسان کو بڑا خوبصورت لگتا ہے، چاہے وہ خدا کو مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ کسی کے لئے دنیا کی لہو ولعب، کھیل کود، یہ زندگی جنت ہے تو کوئی دنیا و آخرت کی جنت کی تلاش میں ہے۔ لیکن ایک مومن اور غیر مومن میں دنیاوی جنت کی تعریف میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

جو جنت اخروی جنت ہے اس کے حصول کی کوشش اس دنیا میں ہی شروع ہو جاتی ہے۔ جس قدر ایک مومن اس دنیا میں اپنی جنت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بنانے کی کوشش کرے گا اُسی قدر بلکہ اس سے کئی گنا بڑھ کر اخروی جنت کا وارث بنے گا۔

انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد، پریشانی، گھبراہٹ اور بے چینی میں مبتلا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق ہو اور انسان خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس سے تعلق جوڑنے کی کوشش کرے تو ان پریشانیوں، دکھوں، تکلیفوں کو خدا تعالیٰ سکون میں بدل دیتا ہے۔

آپ عورتیں اور مرد جو میرے مخاطب ہیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر حقیقی جنت کی تلاش ہے تو نہ صرف خود نیکیوں میں آگے بڑھیں بلکہ نیکیوں کے انجام دینے میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں۔ محبت اور پیار کے تعلق کو بڑھائیں۔ ذرا ذرا سی بات پر رنجشوں اور ناراضگیوں کی دیواریں کھڑی کرنے کی بجائے ان دیواروں کو گرائیں۔

اگر محبت پیار کے سلوک اور حقوق کی حفاظت اور نگرانی میں جماعتی عہدیداران اپنے نمونے قائم کریں گے تو پچاس فیصد اصلاح تو اسی طرح ہو جائے گی۔ کیونکہ ہر سطح پر جماعتی عہدیداروں کو لیں، خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کو لیں، انصار اللہ کے عہدیداران کو لیں اور آپ لجنہ ہیں۔ لجنہ اپنی ہر سطح پر عہدیداران کو لیں تو پچاس فیصد افراد جماعت کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی خدمت بجالا رہے ہیں، جو اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اور بڑی تکلیف سے پھر کہہ رہا ہوں کہ صرف ایمان کا اظہار کافی نہیں ہے، وہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

جب نماز پڑھتے ہوئے توجہ نماز کی طرف نہیں تو یہ گری ہوئی نماز ہے۔ یہ وہ مقصد حاصل نہیں کر رہی جو عبادت کرنے کا مقصد ہے۔

قیامِ نماز وقت پر نماز کی ادائیگی بھی ہے۔ جب مائیں اپنے گھروں کو ایک خاص اہتمام سے نمازوں سے سجائیں گی تو اولاد پر یقیناً اثر ہوگا اور ان کو نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔

نہ مرد صرف اپنی نماز ادا کر کے بری الذّمہ ہو جاتا ہے اور نہ ہی عورت اپنی نماز ادا کر کے بری الذّمہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ دونوں کے فرائض میں ہے کہ ایک دوسرے کی نماز کے قیام کی بھی کوشش کریں اور بچوں کی نمازوں کی حفاظت کی طرف بھی توجہ دیں۔ ان کی نمازیں بھی قائم کرنے کی کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے حقیقی جنت کے وارث بنیں۔

سورۃ التوبہ کی آیت 72 کی نہایت پُر معارف تفسیر اور اس حوالہ سے مومن مَردوں اور مومن عورتوں کو اپنے گھروں کو اور اپنے معاشرہ کو جنت نظیر بنانے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے متعلق نہایت اہم تاکیدی نصائح

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر بمقام مئی مارکیٹ، مَنہائم 26 جون 2010ء بروز ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبة:72)

جنت ایک ایسا لفظ ہے جو ہر انسان کو بڑا خوبصورت لگتا ہے، چاہے وہ خدا کو مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ کسی کے لئے دنیا کی لہو ولعب، کھیل کود، یہ زندگی جنت ہے تو کوئی دنیا و آخرت کی جنت کی تلاش میں ہے۔ لیکن ایک مومن اور غیر مومن میں دنیاوی جنت کی تعریف میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مومن کی اس دنیا کی جنت بھی خدا تعالیٰ کی رضا میں ہے اور غیر مومن کا اس سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ مومن کی اس دنیا کی جنت کا حصول بھی یا اس کے حصول کی کوشش بھی اخروی جنت کے حصول کے لئے ہے جو حقیقی جنت ہے اور ہمارے تصور اور ہمارے خیالات سے بہت بالا ہے۔

اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی جو دائمی جنتوں میں ہوں گے تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے''۔

قرآن کریم میں مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا۔ اَور بھی بعض جگہ پہ قرآن کریم کا اسلوب ہے کہ بعض جگہ مومنین اور مومنات کہہ کر مَردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کیا ہے اور بعض جگہ مومنین کا ذکر ہے جس میں مرد عورت سب شامل ہیں۔ بہرحال یہاں مَردوں اور عورتوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ تمہارے لئے جنتیں ہیں، دائمی جنتیں ہیں۔

جنت کیا چیز ہے؟ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں''۔ یہ ایک معنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیے ہیں۔ گو بعض اَور معنے بھی ہیں لیکن بہرحال اس کی روشنی میں بیان کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ: ''جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں''۔ یعنی ایسی چیز جس کے بارے میں پوری طرح علم نہ ہو، اس کے اندر کے حال کا صحیح طرح سے فہم وادراک نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ ''جنت کو جنت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اس دنیا کی جو جنت ہے، جس کو دنیا جنت سمجھتی ہے اس میں تو کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی نعمتوں کا وعدہ کرتا ہے جن کی عظمت کا انسان ظاہری طور پر احاطہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (السجدۃ:18) پس حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان مومنوں کے لئے ان کے اعمال کے بدلے کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ پس جنت اور اس کی نعمتیں کوئی ایسی چیز نہیں ہیں جس کا ایک انسان دنیا میں رہتے ہوئے احاطہ کر سکے۔ اور پھر یہاں یہ بھی واضح ہو گیا کہ صرف مومن یا مومنہ ہونے سے جنت نہیں مل جائے گی بلکہ یہ اُن اعمال کی جزا ہے جو انسان بجالاتا ہے۔ یہ ان اعمالِ صالحہ کی جزا ہے جن پر عمل کرنے کی ایک مومن اور مومنہ کوشش کرتے ہیں اور ان کی تفصیل خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں مہیا فرمائی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے روزوں اور رمضان کا جو مقصد بیان فرمایا ہے وہ دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے اور اس حوالے سے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کئے تھے کہ اس کے حصول کے لئے کیا طریق ہیں اور ہمیں کس طرح یہ اختیار کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو ہمارے دلوں میں بٹھانے کے لئے مختلف جگہوں پر اس کی مزید تفصیلات بیان فرمائی ہیں تا کہ ہمارے دلوں میں اس کی اہمیت راسخ ہو جائے اور ہمارے ہر عمل اور خُلق سے اس کا اظہار ہونے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے متقی ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ عبادت کرنے والا ہو یا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہا ہو بلکہ متقی وہ ہے جس کا اخلاقی معیار بھی اعلیٰ ہو، اور وہ اپنے اخلاق سے دوسروں پر اپنی نیکی اور تقویٰ کا اثر قائم کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف ارشادات کے حوالہ سے اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی اہمیت اور اس بارہ میں اہم نصائح کا تذکرہ

آجکل اس سستی کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اس ماہ میں اخلاق کی بہتری کی طرف بھی ہر ایک کو توجہ دینی چاہئے اور دوسری کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

حصولِ اخلاق کے لئے توبہ بڑی محرک اور مؤید چیز ہے۔ حقیقی توبہ کی تین بنیادی شرائط کا تذکرہ

بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں۔ مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاق فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں۔ آجکل بھی بیشمار لوگ جو احمدیت میں داخل ہوتے ہیں کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق سے متأثر ہو کر یا مجموعی طور پر جماعت کے اخلاق سے متأثر ہو کر احمدی ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ اخلاق صرف اسے تقویٰ میں بڑھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہیں اور دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو اپنے اخلاق پہ نظر رکھنی چاہئے۔

ہمارے ہر عمل سے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ ہم نے آپؑ کی بیعت میں آ کر اپنے اندر اخلاقی تبدیلیاں پیدا کیں، پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اور پھر لوگوں کو یہ بتائیں بھی اور یہی تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے اور ہر وقت اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہی اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب (امریکہ) ابن مکرم میاں عطاء الرحمٰن صاحب اور مکرم مرزا عمر احمد صاحب (ربوہ) ابن مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09/جون 2017ء بمطابق 09/احسان 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے روزوں اور رمضان کا جو مقصد بیان فرمایا ہے وہ دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے اور اس حوالے سے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کئے تھے کہ اس کے حصول کے لئے کیا طریق ہیں اور ہمیں کس طرح یہ اختیار کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو ہمارے دلوں میں بٹھانے کے لئے مختلف جگہوں پر اس کی مزید تفصیلات بیان فرمائی ہیں تا کہ ہمارے دلوں میں اس کی اہمیت راسخ ہو جائے اور ہمارے ہر عمل اور خُلق سے اس کا اظہار ہونے لگے کیونکہ اگر تقویٰ نہیں تو کسی بھی قسم کی نیکی جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو، نہیں ہو سکتی۔ ہر انسان عارضی اور وقتی نیکیاں کسی وقتی جوش اور وجہ سے کر لیتا ہے لیکن اس میں باقاعدگی تبھی آتی ہے جب حقیقی تقویٰ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے متقی ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ عبادت کرنے والا ہو یا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہا ہو بلکہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ متقی وہ ہے جس کا اخلاقی معیار بھی اعلیٰ ہو اور وہ اپنے اخلاق سے دوسروں پر اپنی نیکی اور تقویٰ کا اثر قائم کرے۔

چنانچہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ: ''اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی ہے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 128۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کی زندگی کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی ہمیشہ ظاہر کی جائے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب تقویٰ پر چلتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مالِ حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق کا ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔'' (المومن: 97) (فرمایا ایک تو یہ کہ برائیوں سے بچنا یہ تقویٰ ہے۔ اچھے اخلاق کا اظہار کرنا یہ تقویٰ ہے جس سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔) آپ فرماتے ہیں ''اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی

بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو‘‘۔فرماتے ہیں ’’یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے‘‘۔فرماتے ہیں ’’کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ (فارسی میں) ؎

لُطف کن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 81۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(کہ مہربانی سے پیش آؤ تو بیگانے بھی تمہارے حلقہ احباب میں شامل ہو جائیں گے۔)

پس یہ وہ اصولی بات ہے جو ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ کے تابع کرتے ہوئے اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہو۔

پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ اخلاق سے کیا مراد ہے اور ان کا مقصد کیا ہے؟ جو اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اور ہمارے سامنے ان اخلاق کا نمونہ کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اوّل اخلاق جو انسان کو انسان بناتا ہے۔اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے لے‘‘۔(جو اخلاق انسان کو انسان بناتے ہیں ان سے صرف اتنی مراد نہیں ہے کہ تم دوسروں سے نرمی سے پیش آؤ) فرمایا ’’خُلق اور خَلق دو لفظ ہیں جو بالمقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔جیسے کان ناک یہانتک کہ بال وغیرہ بھی سب خَلق میں شامل ہیں اور خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے۔ایسا ہی باطنی قُویٰ جو انسان اور غیر انسان میں مابہ الامتیاز ہیں وہ سب خُلق میں داخل ہیں یہانتک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق ہی میں داخل ہیں۔‘‘

فرماتے ہیں ’’خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے۔اگر انسانوں کے فرائض نہ ہوں تو فرض کرنا پڑے گا‘‘ (انسانوں کے جو فرائض ہیں وہ اگر ادا نہ کرتا ہو یا مقرر نہ ہوں تو پھر فرض کرنا پڑے گا، دیکھنا پڑے گا) ’’کہ آدمی ہے؟ گدھا ہے؟ یا کیا ہے؟ جب خُلق میں فرق آ جاوے تو صورت ہی رہتی ہے۔‘‘ انسان بننے کے لئے تو اعلیٰ اخلاق ضروری ہیں اور اگر خُلق اچھا نہیں، اگر ان میں فرق آ جاتا ہے تو پھر ظاہری صورت انسان کی رہ جاتی ہے اور جو اصل انسانیت ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔)

آپ فرماتے ہیں ’’مثلاً عقل ماری جاوے تو مجنون کہلاتا ہے۔صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے۔‘‘ (کوئی پاگل ہو تو ظاہری صورت سے وہ انسان کہلاتا ہے۔لیکن اس کی عقل بالکل نہیں ہے اور جو انسانوں میں عقل ہوتی ہے وہ اس سے عاری ہو جاتا ہے) ’’پس اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی‘‘۔(اور وہ رضا جوئی کیا ہے؟) (’’جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں مجسم نظر آتا ہے‘‘) (اخلاق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے ہر پہلو سے ہمیں نظر آتا ہے) ’’کا حصول ہے۔‘‘ (یہ ہمارا مقصد ہونا چاہئے۔اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا حصول ہے۔) ’’اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں۔اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

خِشتِ اوّل چوں نہد معمار کج تا ثریّا مے رَوَد دیوار کج‘‘

(کہ اگر معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی لگا دے تو اس سے بننے والی دیواریں جو ہیں وہ آسمان تک پھر ٹیڑھی ہی جائیں گی۔) (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 132۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’ان باتوں کو نہایت توجہ سے سننا چاہئے۔اکثر آدمیوں کو مَیں نے دیکھا اور غور سے مطالعہ کیا ہے کہ بعض سخاوت تو کرتے ہیں‘‘ (بڑے سخی ہیں۔لوگوں کو دیتے بھی ہیں) ’’لیکن ساتھ ہی غصہ وَر اور زُود رنج (بھی ہوتے) ہیں‘‘۔(غصہ میں فوراً آ جاتے ہیں) ’’بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں‘‘۔(بڑے حلیم ہیں، نرم مزاج ہیں لیکن کنجوس ہیں) ’’بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مار مار کر گھائل کر دیتے ہیں مگر تواضع اور انکسار نام کو نہیں۔بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اور انکسار تو اُن میں پرلے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے‘‘۔(یا تو غصہ میں آ گئے تو انکساری اور عاجزی کوئی نہیں۔اگر انکساری اور عاجزی دکھائیں گے تو پھر جہاں بہادری کی ضرورت ہے وہ خُلق ان میں ختم ہو جاتا ہے۔)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ۔اور زندگی کے ہر میدان میں آپ نے اپنے خُلق کے وہ نمونے قائم کر دیئے جو اپنی مثال آپ ہیں اور جن پر اپنی طاقت اور بساط کے مطابق چلنا ہر مومن کا فرض ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا کہ ’’ایک وقت ہے کہ آپؐ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔‘‘ ایسی تقریر اور ایسی فصاحت بیانی ہے کہ بڑا مجمع جو ہے وہ متاثر ہو جاتا ہے۔’’ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے‘‘۔آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سائے میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔اُس کا پھل، اُس کا پھول، اُس کی چھال، اس کے پتّے غرض کہ ہر چیز مفید ہو‘‘۔

پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ ’’لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپؐ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔سبحان اللہ کیا شان ہے‘‘۔فرماتے ہیں کہ ’’ایک وقت آتا ہے کہ آپؐ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی نہ ہوں۔آپؐ نے وہ سب ایک سائل کو بخش دیں۔‘‘ (خُلق کا یہ اظہار ہے۔) ’’اب اگر پاس نہ ہوتا تو کیا بخشتے؟‘‘ (پھر ایک اَور رنگ ہے) ’’اگر حکومت کا رنگ نہ ہوتا تو یہ کیونکر ثابت ہوتا کہ آپ واجب القتل کفّارِ مکّہ کو باوجود مقتدرتِ انتقام کے بخش سکتے ہیں۔‘‘ (قدرت رکھتے ہیں، طاقت ہے اس کے باوجود بخش دیا) ’’جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمان عورتوں کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں جب وہ سامنے آئے تو آپ نے فرمایا۔لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ۔ میں نے آج تم کو بخش دیا۔اگر ایسا موقع نہ ملتا تو ایسے اخلاق فاضلہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیونکر ظاہر ہوتے‘‘۔آپ فرماتے ہیں کہ ’’کوئی ایسا خُلق بتلاؤ جو آپؐ میں نہ ہو اور پھر بدرجہ غایت کامل طور پر نہ ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 132 تا 134۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ کامل نمونے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس رسول کے اُسوہ کی تم بھی حتّی الوسع، اپنی طاقت اور اپنی استعدادوں کے مطابق پیروی کرو۔اس اُسوہ کی پیروی کرنے کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ایک جدوجہد کرنی ہوگی۔صرف یہ کہہ دینا کہ اس اُسوہ پر ہم کس طرح چل سکتے ہیں؟ یہ کافی نہیں ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول کا وہ اسوہ ہے جو بڑا اعلیٰ نمونے کا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی تم نے پیروی کرنی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنانے کا حکم دیا ہے تو پھر اس کے لئے کوشش اور مجاہدے کی ضرورت ہے۔چنانچہ اس بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا، دعا سے کام نہ لے گا وہ غمرہ جو دل پر پڑ جاتا ہے دُور نہیں ہو سکتا‘‘۔(وہ سختی اور تاریکی روک جو دل میں پیدا ہو گئی ہے وہ دُور نہیں ہو سکتی جب تک مجاہدہ نہ کرو، جب تک دعا نہ کرو۔پھر اس کے ساتھ ہی کوشش اور دعا دونوں چیزیں ضروری ہیں۔) ’’چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ۔(الرعد:12) یعنی خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دُور نہیں کرتا ہے جب تک خود قوم اس کو دُور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ہمت نہ کرے۔شجاعت سے کام نہ لے تو کیونکر تبدیلی ہو‘‘۔فرماتے ہیں ’’یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لَا تبدیل سنّت ہے جیسے فرمایا۔وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا۔پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب کہ مجاہدہ اور دعا سے کام لیں ورنہ ممکن نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 137۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے اخلاق جتنے بھی گرے ہوئے ہوں اگر اصلاح کرنا چاہے تو اصلاح ہو سکتی ہے۔جیسا کہ پہلے بھی فرمایا کہ اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔آپ نے اس بارے میں حکماء کے نظریات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور ایک مثال بیان فرمائی ہے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’حکماء کے تبدیل اخلاق پر دو مذہب ہیں۔ایک تو وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ انسان تبدیل اخلاق پر قادر ہے اور دوسرے وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ وہ قادر نہیں۔اصل بات یہ ہے کہ کسل اور سستی نہ ہو اور ہاتھ پیر ہلاوے تو تبدیل ہو سکتے ہیں‘‘۔(سستی نہ دکھاؤ۔مجاہدہ کرو تو اخلاق بہتر ہو سکتے ہیں۔) فرمایا کہ ’’مجھے اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے۔کہتے ہیں کہ یونانیوں کے مشہور فلاسفر افلاطون کے پاس ایک آدمی آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر اندر اطلاع کرائی۔افلاطون کا قاعدہ تھا کہ جب تک آنے والے کا حلیہ اور نقوشِ چہرہ کو معلوم نہ کر لیتا تھا اندر نہیں آنے دیتا تھا۔‘‘ (اس کا حلیہ اور اس کی ظاہری حالت وغیرہ جب تک پتا نہ کر لے اندر نہیں آنے دیتا تھا۔) ’’اور وہ قیافہ سے استنباط کر لیتا تھا کہ شخص مذکور کیسا ہے۔‘‘ (جو شخص آیا ہے وہ کیسا ہے؟ ان باتوں سے اندازہ لگا لیتا تھا کہ) ’’کس قسم کا ہے؟ نوکر نے آ کر اس شخص کا حلیہ حسب معمول بتلایا تو) افلاطون نے جواب دیا کہ اس شخص کو کہہ

دو کہ چونکہ تم میں اخلاق رذیلہ بہت ہیں مَیں ملنا نہیں چاہتا''۔ (تم گھٹیا اخلاق کے مالک ہو۔ مَیں تمہیں نہیں ملنا چاہتا۔) ''اس آدمی نے جب افلاطون کا یہ جواب سنا تو نوکر سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے مگر مَیں نے اپنی عادت رذیلہ کا قلع قمع کر کے اصلاح کر لی ہے۔'' (گندی باتیں، بداخلاقیاں ختم کر دی ہیں۔) ''اس پر افلاطون نے کہا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس کو اندر بلایا اور نہایت عزت واحترام کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔'' آپ فرماتے ہیں کہ ''جن حکماء کا یہ خیال ہے کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ملازمت پیشہ لوگ جو رشوت لیتے ہیں جب وہ سچی توبہ کر لیتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی سونے کا پہاڑ بھی دے تو اس پر نگاہ نہیں کرتے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 138-137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''انسان پر جیسے ایک طرف نقص فی الخَلق کا زمانہ آتا ہے۔'' (یعنی کہ کمزوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اس کی بناوٹ میں، جسم کی ظاہری بناوٹ میں) ''جسے بڑھاپا کہتے ہیں۔ اس وقت آنکھیں اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں۔ اور کان شنوا نہیں ہو سکتے۔ غرض کہ ہر ایک عضو بدن اپنے کام سے عاری اور معطّل کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یاد رکھو کہ پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے'' (یا بڑھاپا دو قسم کا ہوتا ہے۔) ''طبعی اور غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا'' (ظاہری جسم کا بڑھاپا ہے یہ طبعی بڑھاپا ہے اور) ''غیر طبعی وہ ہے کہ کوئی اپنی امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے۔'' (جو مرضیں ہیں ان کی فکر نہ کرو) ''تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سال بنا دیں۔' (بوڑھا کر دیں گی۔ اگر فکر نہ کرو گے تو) ''جیسے نظام جسمانی میں یہ طریق ہے۔'' (کہ اگر انسان بیماریوں کا علاج نہ کرے تو جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ جسمانی نظام میں یہ دو طرح کے طریق ہیں۔ ایک طبعی بڑھاپا کہ عمر کے ساتھ ساتھ بڑھاپا آتا ہے۔ ایک غیر طبعی بڑھاپا ہے جو بعض ایسی وجوہات سے انسان پر آتا ہے یا کمزوری آتی ہے جو بے احتیاطی کی وجہ سے ہوتی ہے۔) فرمایا کہ ''ایسا ہی اندرونی اور روحانی نظام میں ہوتا ہے۔'' (ایک ظاہری نظام میں جس طرح یہ دو طرح کے بڑھاپے ہیں اسی طرح اندرونی اور روحانی نظام جو ہے اس میں بھی دو طرح کے بڑھاپے ہیں۔) ''اگر کوئی اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا،'' (جو برے اور گندے خیالات ہیں ان کو اچھے خیالات اور اچھی باتوں سے تبدیل نہیں کرتا، کوشش نہیں کرتا) ''تو اس کی اخلاقی حالت بالکل گر جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور قرآن کریم کی تعلیم سے یہ امر بداہت ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک مرض کی دوا ہے۔ لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آ جاوے تو بجز ہلاکت کے اور کیا چارہ ہے۔ اگر ایسی بے نیازی سے زندگی بسر کرے جیسی کہ ایک بوڑھا کرتا ہے تو کیونکر بچاؤ ہو سکتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 137-136۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس آجکل اس سستی کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اس ماہ میں اخلاق کی بہتری کی طرف بھی ہر ایک کو توجہ دینی چاہئے اور دوسری کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اگر اس ماحول کے باوجود توجہ نہ کی تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تو پھر انسان بڑھاپے کی حالت میں چلا جائے گا اور اس میں زندگی کا خاتمہ ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور انسان بغیر تقویٰ کے حاضر ہوتا ہے۔

پھر حصول اخلاق کے لئے توبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''توبہ دراصل حصولِ اخلاق کے لئے بڑی محرّک اور مؤیّد چیز ہے۔'' (اعلیٰ اخلاق حاصل کرنے ہیں تو وہ بھی توبہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ توبہ صرف یہ نہیں کہ گناہوں سے معافی مانگ لی بلکہ اگر اعلیٰ اخلاق پہ چلنا ہے ان کو حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے بھی توبہ بڑی ضروری ہے) اور فرمایا کہ ''اور انسان کو کاملِ بنا دیتی ہے۔ یعنی جو شخص اپنے اخلاقِ سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سچے دل اور پکے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ توبہ کے تین شرائط ہیں۔ بِدُوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔ ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اِقْلاع کہتے ہیں۔ یعنی اُن خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جاوے جو اِن خصائل ردّیہ کے مُحرک ہیں''۔ (جو رد کرنے کے لائق چیزیں ہیں، عادتیں ہیں، بیہودہ خیالات ہیں، بداخلاقیاں ہیں ان کو دُور کرنے کے لئے پہلی ضروری شرط یہ ہے کہ انہیں کس طرح دُور کرنا ہے) فرمایا ''اصل بات یہ ہے کہ تصورات کا بڑا ابھاری اثر پڑتا ہے'' (اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ انسان جب کسی چیز کا تصور کرتا ہے تو اس کا انسان کی طبیعت پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے) کیونکہ حیطۂ عمل میں آنے سے پیشتر ہر ایک فعل ایک تصوّری صورت رکھتا ہے''۔ (کسی بھی کام کو کرنے کے لئے یا کوئی بھی چیز یا خیال جب عمل میں آتا ہے تو اس سے پہلے وہ ایک خیال ہوتا ہے، ایک تصور ہوتا ہے) ''پس توبہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالاتِ فاسدہ وتصوراتِ بد کو چھوڑ دے۔ مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہو تو اسے توبہ کرنے کے لئے پہلے ضروری ہے کہ اس کی شکل کو بدصورت قرار دے اور اس کی تمام خصائل رذیلہ کو اپنے دل میں مستحضر کرے کیونکہ جیسا مَیں نے ابھی کہا ہے تصورات کا اثر بہت زبردست اثر ہے اور'' فرماتے ہیں ''مَیں نے صوفیوں کے تذکروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے تصور کو یہانتک پہنچایا کہ انسان کو بندر یا خنزیر کی صورت میں دیکھا۔ غرض یہ ہے کہ جیسا کوئی تصور کرتا ہے ویسا ہی رنگ چڑھ جاتا ہے۔ پس جو خیالاتِ بدلذّات کا موجب سمجھے جاتے تھے ان کا قلع قمع کرے۔ یہ پہلی شرط ہے۔'' (تصور میں ان کو گندہ سمجھے)۔

''دوسری شرط ندم ہے۔ یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشنس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے''۔ فرمایا ''مگر بدبخت انسان اس کو معطل چھوڑ دیتا ہے۔'' (اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر جو ایک صلاحیت رکھی ہوئی ہے اس سے کام نہیں لیتا) ''پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذّات عارضی اور چند روزہ ہیں۔'' (یہ دنیا کی لذات جو ہیں بالکل عارضی ہیں۔ چند دنوں کی ہیں) ''اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھاپے میں آ کر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے آخر ان سب لذّاتِ دنیا کو چھوڑنا ہوگا۔ پس جبکہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذّات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل؟''

فرماتے ہیں ''بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اوّل اِقلاع کا خیال پیدا ہو۔ یعنی خیالات فاسدہ وتصورات بیہودہ کو قلع قمع کرے۔ جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

تیسری شرط عزم ہے۔ یعنی آئندہ کے لئے مصمّم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ یہانتک کہ وہ سیّئات اس سے قطعاً زائل ہو کر اخلاق حسنہ اور افعال حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر''۔ فرمایا کہ ''اس پر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔ جیسے فرمایا اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ ساری قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور انسان ضعیف البنیان تو کمزور ہستی ہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا اس کی حقیقت ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے قوت پانے کے لئے مندرجہ بالا ہر سہ شرائط کو' (یہ جو تینوں شرائط ہیں) ''کامل کر کے انسان کسل اور سستی کو چھوڑ دے اور ہمہ تن مستعد ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ تبدیل اخلاق کر دے گا۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 138 تا 140۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ان برے اخلاق کو چھوڑنے کے لئے جو کوشش کرتا ہے اور جو چھوڑتا ہے اس کی ایک بہادر سے مثال دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ''ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں۔'' (کوئی پہلوان نہیں ہمیں چاہئیں) ''بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں'' (ایسی طاقت رکھنے والے لوگ چاہئیں) ''جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے''۔ (طاقتور وہ نہیں ہے جو کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے) فرمایا کہ ''اصلی بہادر وہ ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 140۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا۔ جیسے فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ (القلم:5) یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قسم کے خوارق قوت ثبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں مگر آپؐ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اوّل ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی۔''

آپ فرماتے ہیں: ''مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیئہ کو چھوڑ کر عاداتِ ذمیمہ کو ترک کر کے خصائلِ حسنہ کو لیتا ہے'' (برائیاں چھوڑ کر نیکیاں اختیار کرتا ہے) ''اس کے لئے وہی کرامت ہے۔ مثلاً اگر بہت ہی سخت تُند مزاج اور غصہ وَران عاداتِ بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے یا اِمساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بے شک یہ کرامت ہے۔ اور ایسا ہی خودستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔ مَیں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ تو بس یہ ایک مدامی اور زندہ کرامت ہے۔ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دُور تک پہنچتا ہے''۔ فرمایا کہ ''مومن کو چاہئے کہ خَلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جاوے''۔ (اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے نزدیک بھی اور اللہ کے نزدیک بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں

پیدا کر کے، عاجزی پیدا کر کے، خود پسندی کو چھوڑ کے انکساری اختیار کر کے، سخاوت کی عادت پیدا کر کے، حسد کی عادت کو چھوڑ کر ہمدردی کی عادت پیدا کر کے ایک اہل کرامت ہو جائے۔ یہ خوبیاں اختیار کرے اور برائیاں چھوڑے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے نزدیک بھی اور اللہ کے نزدیک بھی کرامت ہے) فرمایا کہ ''بہت سے رِند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے۔ لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی۔ پس فرماتے ہیں کہ ''بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دین حق کو قبول کر لیا''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 142-141۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک مجلس میں مسجد میں بیٹھ کے جب آپ یہ فرما رہے تھے تو چند سکھ فقیرانہ لباس میں آئے۔ نشہ چڑھا ہوا تھا ان کو۔ وہ بھی اس مجلس میں آ گئے۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ انہوں نے آ کر ایسی بکواس کی کہ ممکن تھا کہ اس بہشتی مجلس میں بھنگ پڑے۔ کچھ بے چینی پیدا ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ مگر ہمارے صادق امام علیہ السلام نے اپنے عملی نمونے سے یہ اخلاقی کرامت دکھائی جس کی ہدایت فرما رہے تھے۔ جس کا اثر سامعین پر ایسا پڑا کہ اکثر ان میں سے رو پڑے اور وہ شریر آخر پولیس کے ہاتھ جا کر پٹے۔ اور پولیس نے آ کر ان کو پکڑ لیا اور پھر ان کی پٹائی کی جس سے کہتے ہیں ان کا نشہ ہرن ہو گیا۔ (ماخوذ از ایڈیٹر۔ عبارت حاشیہ ملفوظات جلد اوّل صفحہ 142۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایمان لانے کے مختلف وجوہ کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ''فاسق آدمی جو انبیاء کے مقابلہ پر تھے خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر تھے ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلی کا باعث تھے بلکہ وہ لوگ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اخلاق فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے۔ اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کا یہی مفہوم ہے۔ اور تجربہ کر کے دیکھ لو کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا۔ خصوصاً آجکل کے زمانے میں۔ لیکن اگر پتہ لگ جائے کہ فلاں شخص بااخلاق آدمی ہے تو اس کی طرف جس قدر رجوع ہوتا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں''۔ فرمایا ''اخلاق حمیدہ کی زد ان لوگوں پر بھی پڑتی ہے جو کسی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پا سکتے۔'' فرماتے ہیں کہ ''بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف کو دیکھ کر'' (ایمان لاتے ہیں۔) ''مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاق فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 82-81۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آجکل بھی بیشمار لوگ جو احمدیت میں داخل ہوتے ہیں کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر یا مجموعی طور پر جماعت کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدی ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ اخلاق صرف اپنے تقویٰ میں بڑھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہیں اور دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو اپنے اخلاق پہ نظر رکھنی چاہئے۔

ایمان کا طریق کیا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے''۔ جتنی طاقت ہے اپنا زور لگانا۔ اس کو خرچ کرنا اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔ ایمان حاصل کرنے کا یہ طریق ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یقین سے اپنا ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا رد نہیں کرتا ہے۔ پس خدا سے مانگو اور یقین اور صدق نیت سے مانگو''۔ فرماتے ہیں کہ ''میری نصیحت پھر یہی ہے کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا ہی اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں کراماتی بننا نہیں چاہتا تو یہ یاد رکھے کہ شیطان اسے دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ کرامت سے عُجب اور پندار مراد نہیں ہے۔ کرامت سے لوگوں کو اسلام کی سچائی اور حقیقت معلوم ہوتی ہے اور ہدایت ہوتی ہے۔ میں تمہیں پھر کہتا ہوں کہ عُجب اور پندار تو کرامتِ اخلاقی میں داخل ہی نہیں۔ پس یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ دیکھو یہ کروڑ ہا مسلمان جو رُوئے زمین کے مختلف حصص میں نظر آتے ہیں کیا یہ تلوار کے زور سے، جبر و اکراہ سے ہوئے ہیں؟ نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اسلام کی کراماتی تاثیر ہے جو اُن کو کھینچ لائی ہے''۔ فرماتے ہیں ''کرامتیں انواع واقسام کی ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے۔ انہوں نے جو مسلمان ہوئے صرف راستبازوں کی کرامت ہی دیکھی اور اس کا اثر پڑا۔ انہوں نے اسلام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ نہ تلوار کو دیکھا''۔ فرماتے ہیں کہ ''بڑے بڑے محقق انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ اسلام کی سچائی کی روح ہی ایسی قوی ہے جو غیر قوموں کو اسلام میں آنے پر مجبور کر دیتی ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 146-145۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اخلاق بھی رزق کی طرح ہیں اور ان کا اظہار اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کے خرچ کرنے کی طرح ہے اور یہ بھی تقویٰ کا ایک عملی جزو اور حصہ ہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''عام لوگ رزق سے مراد اشیائے خوردنی لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے'' (کھانے پینے کی چیزیں صرف رزق نہیں ہیں۔ پیسہ مال رزق نہیں ہے) فرمایا کہ ''جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے۔ علوم وفنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں۔ جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔ سب رزق ہے''۔ ساری چیزیں رزق میں شامل ہیں۔ بندے کی صلاحیتیں، اس کے اخلاق، اس کا مال ہر چیز) فرمایا کہ ''رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاقِ فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں۔ علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے''۔ (کنجوسوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ہر ایک جو کسی بھی طرح اپنے پاس اس میں جو صلاحیتیں ہیں یا مال ہے اس کو چھپاتا ہے وہ کنجوس ہے، بخیل ہے) فرمایا ''محض اس خیال سے اپنے علوم وفنون سے کسی کو واقف نہ کرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جاوے گی یا آمدنی میں فرق آ جائے گا شرک ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے۔ اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاق فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔'' (جو اخلاق اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیئے ہیں پہلے تو وہ اخلاق حاصل کرے پھر ان اخلاق کا اظہار لوگوں کے سامنے کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رزق کا جو اس نے اس کو دیا، دینے کا اظہار ہے) فرمایا ''وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔'' جب انسان اپنے اخلاق دکھانے کے نمونے قائم کرے گا تو لوگ بھی پھر بااخلاق ہونے کی کوشش کریں گے۔ فرماتے ہیں کہ ''اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں۔ بلکہ شجاعت، مروّت، عفّت، جس قدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں۔ ان کا برمحل استعمال کرنا ہی ان کو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 436-435۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اپنی جماعت کے افراد کو اعلیٰ اخلاق پر فائز ہونے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے''۔ فرماتے ہیں کہ ''ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہو گئی ہے اور تہمت لگاتے ہیں کہ افترا، غیظ وغضب میں مبتلا ہیں۔ کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اُمّہات المؤمنین کہا ہے۔ گویا کہ حضورؐ عامّۃ المؤمنین کے باپ ہیں۔ جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیات ظاہری کا باعث۔ مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا اور اس مرکز اصلی کی طرف رہنمائی کرتا ہے''۔ فرماتے ہیں ''کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟'' (جو الزام لگا رہے ہیں کہ یہ ہے، یہ ہے۔ آپ لوگوں میں برائی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم جماعت کو بدنام کر رہے ہو اور کیا کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے) ''طوائف کے ہاں جاوے؟ اور قمار بازی کرتا پھرے؟۔ شراب پیوے یا ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں''۔ فرماتے ہیں میں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس فعل کو پسند کرے۔ لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خَلق بند نہیں ہو سکتی''۔ (اگر کوئی کرے تو پھر دنیا انگلیاں اٹھاتی ہے) ''لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بدکام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے'' (جماعت میں جب شامل ہوئے) ''اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے۔'' (اللہ کے نزدیک پھر وہ پکڑا جائے گا۔ قابل مؤاخذہ ہوگا) ''کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے''۔ فرماتے ہیں ''پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔ ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزار ہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں''۔ فرماتے ہیں: ''یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل

ہے۔ اگر مَیں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ مَیں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں۔ اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 147-146۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمارے ہر عمل سے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ ہم نے آپؑ کی بیعت میں آ کر اپنے اندر اخلاق تبدیلیاں پیدا کیں، پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اور پھر لوگوں کو یہ بتائیں بھی اور یہی تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے اور ہر وقت اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہی اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب امریکہ کا ہے جو مکرم میاں عطاء الرحمٰن صاحب کے بیٹے تھے۔ 27؍مئی 2017ء کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا تعلق بھیرہ سے تھا اور ان کے دادا حضرت میاں کریم دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے 1894ء میں بیعت کی تھی۔ اُن کی اہلیہ، اِن کی دادی طالع بی بی نے بیعت تو شاید اپنے خاوند کے ساتھ کر لی تھی لیکن پورا یقین شاید نہیں تھا۔ طالع بی بی ان کا نام تھا۔ انہوں نے ایک خواب دیکھی تھی اور ان کی خواب سن کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جس عورت کو یہ خواب آئی ہے مگر اس عورت کو مجھ پر کامل یقین نہیں ہے (کوئی خواب آئی تھی۔ اس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد پر، بعثت پر کامل یقین نہیں) فرمایا کہ "اگر وہ مجھ پر کامل یقین کرے تو خدا لڑکا عطا کرے گا"۔ چنانچہ پھر یہ قادیان دستی بیعت کے لئے گئے اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کو لڑکا عطا کیا جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عطاء الرحمٰن رکھا۔ یہ لطف الرحمٰن صاحب کے والد تھے۔ یہ بڑا لمبا عرصہ تعلیم الاسلام سکول میں بھی پڑھاتے رہے۔ سائنس پڑھاتے تھے۔ مَیں بھی سکول میں ان کے شاگردوں میں شامل تھا۔ آپ میاں عطاء الرحمٰن صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ مرکزی طور پر خدام الاحمدیہ پاکستان کے مہتممین کی خدمت کی توفیق پائی۔ المنار اور خالد کے ایڈیٹر بھی رہے۔ پھر سیرالیون چلے گئے اور کافی لمبا عرصہ وہاں سیرالیون میں جماعت کے سکول میں رہے۔ پھر ریٹائر ہو کے آپ امریکہ چلے گئے تھے۔ تقریر اور تحریر کا انہیں بہت ملکہ حاصل تھا۔ ان کے مضامین اکثر الفضل میں شائع ہوتے تھے۔ محمود مجیب اصغر صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ پاکستان آئے تو خلافت لائبریری میں حوالے تلاش کر رہے تھے۔ پوچھا تو لطف الرحمان صاحب نے یہ بتایا کہ امریکہ میں اخبارات میں اسلام اور قرآن پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کا مستند حوالوں سے جواب تیار کر کے انہیں بھجواتا ہوں تو عموماً اخبار والے میرا مضمون شائع کر دیتے ہیں۔ اور اسی حوالے سے مَیں اس وقت خلافت لائبریری میں حوالے تلاش کر رہا ہوں۔

عطاء المجیب راشد صاحب نے بھی لکھا ہے کہ بہت وسیع مطالعہ تھا۔ مذہبی مسائل پر گہری نظر رکھنے والے تھے۔ اردو اور انگریزی پر یکساں عبور تھا۔ اردو میں بہت تحقیقی اور معلوماتی مضامین خاص عالمانہ انداز میں لکھتے تھے۔ علمی نکات تلاش کرنے کا بہت شوق تھا اور سلسلہ کا لٹریچر ہمیشہ زیر مطالعہ رہتا تھا۔ بہت علم دوست تھے۔ برجستہ گوئی میں کمال رکھتے تھے۔ خلیل مبشر صاحب جو سیرالیون مشن میں امیر اور مبلغ انچارج رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بیس سال سے زائد عرصہ ہم نے اکٹھے گزارا اور بڑا قریب سے ان کو دیکھنے کا موقع ملا۔ بڑا منفرد مقام رکھنے والے انسان تھے۔ عاجز، منکسر المزاج۔ کہتے ہیں خاکساری کی حالت ایسی تھی کہ میرے پاس بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ بڑے بےنفس انسان تھے اور یہ صرف مبالغہ نہیں۔ واقعی ان کی یہ حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تقریر اور تحریر کا بھی بڑا ملکہ دیا تھا۔

یہ احمدیہ سکول میں پہلے ٹیچر تھے پھر پرنسپل بن گئے اور بڑے عمدہ رنگ میں تمام انتظامی کام انہوں نے سرانجام دیئے۔ بڑے خشوع سے نمازیں ادا کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے۔ چندوں میں نہایت باقاعدہ، صدقہ و خیرات کرنے والے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے وجود تھے اور خلافت سے بھی ان کا بڑا عقیدت کا اور محبت کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو 1988ء کا سیرالیون کا دورہ تھا اس میں بھی ان کو قابل قدر خدمات کی توفیق ملی اور حضور کا ادب اور احترام کہتے ہیں ایسا قابل دید تھا کہ دوسروں کے لئے بھی نمونہ تھا۔ یہاں بھی آئے ہیں۔ میرے ساتھ حالانکہ پرانا تعلق تھا لیکن خلافت کے بعد ان کا ایک انداز بالکل بدلا ہوا تھا۔

فضل احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عیسائی منّاد نے بو (Bo) میں آ کر بڑا مجمع اکٹھا کر کے لوگوں کے سامنے فرضی معجزات پیش کئے۔ آپ نے اس کا تحریری جواب پیش کیا جس پر عیسائی بوکھلا گئے اور اس بات پر غیر احمدی مساجد کے علماء نے بھی بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ عزیزم مرزا عمر احمد صاحب کا ہے جو صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ 5؍جون دوپہر دو بجے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں 67 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ میرے بچپن کے ساتھی ہم عمر بھی تھے۔ بچپن میں اکٹھے ہم کھیلتے بھی تھے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور ایک عزیز ہونے، رشتہ دار ہونے، ہم عمر ہونے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ بچپن سے اکٹھے پلے بڑھے خلافت کے بعد تو خاص طور پر مَیں نے دیکھا ہے کہ ان کی احترام کی جو حالت تھی اور جو عقیدت تھی وہ بالکل ایک مثالی بن چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ان کی شادی امۃ الکافی صاحبہ کے ساتھ ہوئی جو میجر سید سعید احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔ یہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی نواسی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کا نکاح پڑھایا تھا۔ ان کے پانچ بچے ہیں۔ تین بیٹیاں اور دو بیٹے۔ اور ایک بیٹی جو سب سے چھوٹی ہے واقفۂ نو بھی ہے۔ ریویو آف ریلیجنز میں بڑا اچھا کام کر رہی ہے۔ ایک بیٹی ڈاکٹر فریحہ، یہاں لندن میں ہے یہ ڈاکٹر حماد صاحب کی اہلیہ ہیں اور لجنہ میں مختلف حیثیتوں سے انہوں نے کافی کام کیا ہے۔

یہاں ان کی ہمشیرہ امۃ الحیّ صاحبہ ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب کی اہلیہ ہیں۔ یہ بھی جماعت کی خدمت کرنے والے ہیں۔ ان کی خواہش تو ہمیشہ سے تھی کہ وقف کریں۔ لیکن جب میری خلافت کی ابتدا میں میرے پاس آئے کہ مَیں نے پہلے بھی وقف کا لکھا تھا کہ وقف کرنا چاہتا ہوں تو ان کی بعض صلاحیتوں کا مجھے علم تھا اس لئے مَیں نے ان کا وقف منظور کیا اور ان کو ربوہ میں نائب صدر عمومی کے طور پر لگایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بڑے احسن رنگ میں یہ کام وہاں سرانجام دیا۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ میرا وقف کا خط جو مَیں نے لکھا تھا قبول ہوگیا ہے اور پھر مَیں نے ان کو جو ہدایتیں دی تھیں وہ بیان کیں کہ کس طرح وہاں جا کے کام کرنا ہے اور دُور کے محلوں میں خاص طور پر ربوہ کے جو دُور کے محلے ہیں ان کو، بعضوں کو محرومی کا احساس ہوتا ہے اس لئے وہاں ضروری دورہ کیا کرنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آخری زندگی تک اس کام کو نبھایا اور بڑی اچھی طرح نبھایا۔ اور وہاں کے غریب لوگ بھی ان سے بڑے خوش تھے۔ ان کی طبیعت میں بڑی عاجزی تھی اور معاملہ فہمی بھی بڑی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے احسن طریق میں معاملات نپٹایا کرتے تھے۔ صدر عمومی نے بھی لکھا ہے کہ بعض معاملات جو بڑے مشکل ہوتے تھے ہم ان کو دیتے تھے اور یہ بڑے احسن رنگ میں ان کو سرانجام دیا کرتے تھے اور فریقین ان کی بات سن کے راضی بھی ہو جاتے تھے بلکہ بعض کہتے تھے کہ ہم نے فیصلہ کروانا ہے تو انہی سے کروانا ہے کیونکہ یہ ہر ایک کی بات سن کے بڑے انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں بہت نرمی اور پیار تھا۔ بچوں سے، اپنے بچوں سے بھی اور غیروں کے بچوں سے بھی بہت پیار کیا کرتے تھے۔

خلافت سے ان کا تعلق تو تھا ہی بہت زیادہ اور کہنا چاہئے ایک مثالی تعلق تھا۔ یہی ان کے بچوں نے بھی لکھا۔ ان کی بیوی نے بھی لکھا اور دوسرے لکھنے والوں نے بھی لکھا۔ کیونکہ آخری بیماری کے دنوں میں ان کو کینسر کی بیماری تھی تو کمزوری ہو جاتی تھی جب ذرا بہتر ہوتے تھے تو فوراً اس لئے دفتر چلے جاتے تھے کہ پچھلے دنوں جب یہاں آئے ہیں تو مَیں نے کہا تھا کہ دفتر جاتے رہنا۔ تو کیونکہ یہ حکم ہے خلیفہ وقت کا کہ دفتر جاتے رہنا اس لئے انہوں نے اپنی بیماری کی پرواہ نہیں کی اور باقاعدگی سے دفتر جاتے رہے اور اس عرصہ میں بھی باوجود بیماری کے بڑی محنت سے اپنے کام کو سرانجام دیا۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ جب یہاں آئے ہیں اور ڈاکٹر نے دیکھا تو اس نے کہا کہ آپ کی بیماری بڑی خطرناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ شفا دینے والا ہے۔ جتنا چاہے گا وہ زندگی دے گا اور مجھے کوئی اس پہ فکر نہیں ہے۔ تو یہاں انگریز ڈاکٹر تھا وہ بھی حیران رہ گیا کہ ایسے مریض بعض دفعہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یہ تو بڑے حوصلے سے بات کر رہے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر نوری صاحب بھی لکھتے ہیں کہ ان کو تین امراض لاحق تھیں۔ diabetes بھی تھی، دل کی بیماری بھی تھی اور اس کے بعد کینسر کی بیماری بھی تھی۔ جگر کا کینسر تھا۔ لیکن بڑی ہمت سے ساری بیماریوں کو انہوں نے face کیا۔ نوری صاحب کہتے ہیں بعض اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے جو میں نے ان کی بیماری کے دنوں میں مشاہدہ کئے۔ کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہیں لائے۔ ہمیشہ یہی کہتے تھے الحمدللہ ٹھیک ہوں۔ ڈاکٹر یا مہمان انہیں ملنے آتے تو اشارے سے پاس بیٹھنے کا کہتے۔ قمر سلیمان صاحب کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی ہے تو میں لندن آ رہا تھا۔ مجھے ایک بند لفافہ دیا جس پر لکھا تھا کہ بخدمت خلیفۃ المسیح الخامس اور ساتھ کہا کہ یہ میرا بیعت کا خط ہے جو بھی خلیفہ منتخب ہو ان کی خدمت میں پیش کر دینا۔ ایک یقین تھا کہ خلافت کا جو نظام ہے یہ جاری ہے اور حق ہے۔

صدر عمومی صاحب بھی لکھتے ہیں کہ بہت خوبیوں کے مالک تھے اور جو بھی کام سپرد کیا جاتا جب تک وہ کر کے رپورٹ نہ دے دیتے چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ بیشمار لوگوں نے خط لکھے ہیں۔ اسی طرح باقی لکھنے والوں نے بھی ان کی عاجزی، انکساری اور محبت سے پیش آنا اور خلافت سے ایک خاص تعلق کے بارے میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: جلسہ سالانہ ہیٹی از صفحہ 20

رات بس سٹینڈ پر بس کے اندر ہی گزاری کیونکہ بس نے صبح تین بجے دارالحکومت Port Au Prince کے لئے روانہ ہونا تھا۔ اس طرح ان دو جماعتوں Beau Champ اور Port De Paix سے 53 افراد کا یہ قافلہ دن اور رات کا دشوار گزار سفر کر کے جمعہ کے روز صبح قریباً ساڑھے دس بجے دارالحکومت پہنچا۔

اسی طرح دیگر جماعتوں نے بھی کئی کئی گھنٹوں کا طویل سفر کر کے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔

ہیٹی چونکہ پہاڑی ملک ہے اس لئے یہاں پر سفر بہت کٹھن اور مہنگا ہے اور بعض دفعہ چند کلومیٹر کے سفر کے لئے کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے جمعہ سے قبل تمام قافلے پہنچ چکے تھے اور جلسہ کا افتتاح دوپہر ایک بجے تھا۔

پہلا دن 14 اپریل بروز جمعۃ المبارک

پروگرام کے مطابق جلسہ کا باقاعدہ افتتاح ایک بجے دوپہر مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نے لوائے احمدیت اور مکرم سلیم احمد صاحب نے لوائے ہیٹی لہرا کر کیا۔ یہ ہیٹی کی تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ اس سرزمین پر لوائے احمدیت باقاعدہ لہرایا گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

پرچم کشائی کے بعد دعا سے جلسہ کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔ اس کے بعد خطبہ جمعہ و نماز عصر مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نے پڑھائیں۔ بعد ازاں احباب دوپہر کے کھانے کے لئے تشریف لے گئے۔

دوسرے سیشن کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے شام چار بجے ہوا۔ اس سیشن کی صدارت خاکسار (قیصر محمود طاہر صدر و مبلغ جماعت ہیٹی) نے کی۔ تلاوت و ترجمہ مکرم شاہد مہدی صاحب نے پیش کیا۔ نظم ''وہ پیشوا ہمارا'' فرنچ زبان میں عزیزم دانیال احمد باسل نے سنائی۔ اس کے بعد پیغام حضرت امیرالمومنین برائے جلسہ ہیٹی جو انگریزی زبان میں تھا مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نے اور اس کے بعد فرنچ ترجمہ خاکسار نے پیش کیا۔

ہیٹی کے پہلے جلسہ سالانہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

ذیل میں حضور انور ایدہ اللہ کے پیغام کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے:

پیارے افراد جماعت احمدیہ ہیٹی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ ہیٹی اپنا پہلا جلسہ سالانہ 14 و 15 اپریل 2017ء کو منعقد کر رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بابرکت اور کامیاب فرمائے اور اس کے شرکاء کو اس منفرد اجتماع میں شرکت کے نتیجہ میں روحانی ترقیات نصیب ہوں۔ اور اللہ کرے کہ آپ سب ہمیشہ اچھائی، نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ آمین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہے یاد رکھیں کہ یہ کوئی عام جلسہ نہیں ہے۔ اس جلسہ کے انعقاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مخلصینِ جماعت مذہبی فائدہ اٹھائیں نیز اسی وقت کے دوران مزید علم حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کریں۔ ایک اور فائدہ یہ بھی ہوگا کہ دیگر دوستوں سے ملاقات ہوگی اور باہمی تعلقات وسیع اور مضبوط ہوں گے۔ (ماخوذ از آسمانی فیصلہ)

پس جماعت احمدیہ کے جلسے اس لئے منعقد کئے جاتے ہیں کہ ہم اس پاکیزہ ماحول سے استفادہ کر سکیں۔ یہ جلسے ہمارے ایمان کو مضبوط کرنے کے ذرائع مہیا کرتے ہیں اور ہمارے تقویٰ کو بڑھانے کا باعث ہوتے ہیں۔ تقویٰ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کیا جائے۔ اس کے نتیجہ میں شفقت اور نرمی دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ ہمیں جماعت کے اندر ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی مثال قائم کرنی چاہئے۔ ہمیں اپنے دلوں میں عاجزی پیدا کرنی چاہئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں اسلام کی خدمت کرنے کا جوش پیدا کرنا چاہئے اور اپنے اللہ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں آپ کو اپنے اللہ سے جو ہمارا خالق بھی ہے، ایک زندہ تعلق پیدا کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ایسا علم حاصل کرے جس سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ مَیں نے جنّ اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اس لئے آپ کو جلسہ سالانہ کے ان ایام سے استفادہ کرنا چاہئے اور فضول بات چیت کی بجائے ذکرِ الٰہی میں وقت گزارنا چاہئے۔ آپ کے خیالات پاکیزہ ہونے چاہئیں اور آپ کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہنی چاہئے۔ اس طرح آپ برائیوں سے محفوظ رہیں گے۔ ذکر الٰہی میں مصروفیت ہمیں نمازوں کی ادائیگی کی طرف بھی متوجہ کرتی ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص باقاعدہ طور پر عبادت میں مصروف ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں وہ ذکرِ الٰہی کی طرف بھی متوجہ رہتا ہے۔ پس اپنی پنجوقتہ نمازوں کو باجماعت اور باقاعدگی سے ادا کرنے سے آپ اپنی روحانی استعدادوں کو بڑھا سکتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے ساتھ قرب کا تعلق بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے ایک احمدی ہونے کے ناطے بہت اعلیٰ توقعات وابستہ فرمائی ہیں۔ آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور خلوص کا سلوک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ کے عمل سے ظاہر ہونا چاہئے کہ آپ ایک مخلص احمدی ہیں۔ نیز آپ کو اپنے ملک کا ایک بہترین شہری بننے کی کوشش بھی کرنی چاہئے اور اپنی قوم سے محبت کرنی چاہئے کیونکہ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ملک سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں آپ کو تبلیغ کے حوالہ سے آپ کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آپ کو احمدیت کا پُرامن پیغام ہیٹی میں پھیلانے کے لئے نئے ذرائع تلاش کرتے رہنا چاہئے۔

آپ کو MTA دیکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور اپنی فیملی کو بھی اس کی تلقین کرنی چاہئے۔ آپ کو باقاعدگی سے میرے خطبات سننے چاہئیں۔ پھر اُن کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے نتیجہ میں آپ کا خلافت احمدیہ سے ذاتی تعلق مضبوط ہوگا۔ یاد رکھیں کہ اسلام کا غلبہ اب خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے اس لئے آپ کو خلافت احمدیہ کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے اور آپ کو اور آپ کی آئندہ نسلوں کو ہمیشہ اس کے سایہ میں رکھے۔

آخر پر حضور انور نے شاملین جلسہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو شاندار ترقیات عطا فرمائے اور آپ سب کو تقویٰ میں بڑھاتا چلا جائے اور بہترین احمدی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

....

حضور انور کا یہ پیغام احباب نے بہت توجہ اور محبت سے سنا۔ اس کے بعد حسب ذیل تقاریر ہوئیں:

تقریر بعنوان سیرۃ و سوانح حضرت مسیح موعود علیہ السلام: مکرم سلیم احمد صاحب۔

تقریر بعنوان صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام: مکرم نور جبینل صاحب۔

تقریر بعنوان نظام خلافت اور اس کی برکات: خاکسار قیصر محمود طاہر مبلغ ہیٹی۔

تقریر بعنوان دس شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں: مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب۔

یہ اس سیشن کا اختتامی خطاب بھی تھا۔ اس کے بعد نماز مغرب و عشاء جمع کر کے ادا کی گئیں۔ اللہ کے فضل سے پہلے دن کے پروگرام کا اختتام کامیابی سے ہوا۔

دوسرا دن 15 اپریل بروز ہفتہ

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد، فجر اور اس کے بعد درس القرآن سے کیا گیا۔

ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد آخری سیشن کا آغاز دس بجے صبح تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ اس سیشن کی صدارت مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نے کی۔ پروگرام حسب ذیل تھا:

تلاوت و ترجمہ: مکرم نور جبینل صاحب

قصیدہ فرنچ ترجمہ: شاہد مہدی صاحب۔

تقریر بعنوان سیرۃ و سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: مکرم سلیمان احمد صاحب۔

تقریر بعنوان اسلام میں اطاعت کی اہمیت و فضیلت: مکرم نور جبینل صاحب۔

تقریر بعنوان اسلام کی امن عالم کے لئے تعلیمات: (خاکسار) قیصر محمود طاہر مبلغ سلسلہ۔

اختتامی خطاب و دعا: مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب۔

سہ پہر دو بجے اختتامی دعا اور نماز ظہر و عصر کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد احباب اپنے گھروں کو واپس روانہ ہو گئے۔

حاضری جلسہ

اس جلسہ میں اللہ کے فضل سے 114 احمدی مرد، 18 خواتین اور 17 بچے۔ نیز 4 اخباری نمائندگان اور 49 غیر احمدی اور غیر مسلم احباب شامل ہوئے۔ جلسہ کے شاملین کی کُل تعداد 202 رہی۔ مختلف جماعتوں سے احباب کی حاضری کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- دارالحکومت کی جماعت Port Au Prince سے 31 احمدیوں کے علاوہ 53 غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے۔

2- 210 کلومیٹر کے فاصلہ سے Gonaives کی جماعت سے 26 احمدی شامل ہوئے۔

3- 235 کلومیٹر کے فاصلہ سے جماعت Les Cayes سے 22 افراد شامل ہوئے۔

4- 248 کلومیٹر دور کی جماعت La Bord سے 13 احمدی تشریف لائے۔

5- 360 کلومیٹر کے فاصلہ پر قائم جماعت Beau Champ سے 37 احمدی تشریف لائے۔

6- 310 کلومیٹر کے فاصلہ پر قائم جماعت Port De Paix سے 17 افراد شامل ہوئے۔

7- 280 کلومیٹر کے فاصلہ پر قائم جماعت Basin Bleu سے دو احمدی جبکہ

8- 105 کلومیٹر کے فاصلہ پر قائم جماعت Jack Mel سے ایک احمدی تشریف لائے۔

تأثرات شاملین جلسہ

ہیٹی کی تاریخ میں کسی بھی مسلمان تنظیم کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ پورے ملک سے مسلمانوں کو باقاعدہ بلا کر کوئی جلسہ کیا گیا ہو۔ اور یہ اعزاز اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے۔ نو احمدی بہت خوش اور مطمئن تھے۔ شاملین نے قیام و طعام کے انتظامات کو سراہا۔ بینرز سے ہال کی تزئین ان کی خصوصی توجہ کا مرکز رہی۔

جماعت Cayes کے افراد نے کہا کہ اس جلسہ میں شمولیت کے بعد ہمیں علم ہوا ہے کہ جماعت کیا ہوتی ہے اور اسلامی بھائی چارہ کسے کہتے ہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں۔ اور یہ کہ یہ جلسہ ان کے لئے تقویّت ایمان کا موجب بنا ہے۔

غیر از جماعت مہمانوں نے بھی جلسہ کے انتظامات کو سراہا اور جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں ایسے روحانی اور علمی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

تمام قارئین سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ کے تمام کارکنان و شاملین اور مہمانوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا وارث بنائے اور انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ اور یہ جلسہ ان کی استقامت اور ازدیاد ایمان کا باعث بنائے۔ آمین۔

جامعہ احمدیہ جرمنی میں مکرم ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب کا طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے حوالہ سے ایک نہایت معلوماتی، دلچسپ اور خلافت احمدیہ کے فیوض و برکات کے تذکرہ پر مشتمل ایمان افروز خطاب

(دوسری و آخری قسط)

محترم ڈاکٹر نوری صاحب نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

اب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور خط دکھاتا ہوں۔ آپ نے یہ خط مجھے یکم نومبر 1972 کو لکھا۔ جس میں آپ لکھتے ہیں:

"AFRICAN NATIONS ARE GREATLY IN NEED OF OUR HELP. BOTH BODILY AND SPIRITUALLY. IT IS AN OPPORTUNITY FOR OUR DOCTORS TO COME FORWARD AND BY SERVING THEM WIN THEIR HEARTS FOR ISLAM.AND HAVE BLESSINGS OF ALLAH HERE AND HEREAFTER".

ترجمہ: افریقی اقوام جسمانی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی ہماری مدد کے انتہائی ضرورت مند ہیں۔ ہمارے ڈاکٹروں کے لئے موقع ہے کہ وہ میدان عمل میں نکلیں اور ان کی خدمات کے ذریعہ ان کے دلوں کو اسلام کے لئے فتح کریں۔ اور دنیا و آخرت کی برکات حاصل کریں۔

افریقہ کے بارے میں آپ درد رکھتے تھے اور سارے خلفاء رکھتے ہیں۔ اس وقت بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو افریقہ کی طرف خاص توجہ ہے۔ بعض لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ افریقہ، خاص طور پر گھانا حضور انور کا FIRST HOME ہے جبکہ پاکستان SECOND HOME ہے۔ بہر حال یہ تو سوچ کی بات ہے۔

اسی طرح حضور انور کا یہ ارشاد بھی ہم سب کے لئے ہے۔ صرف ڈاکٹرز کے لئے نہیں ہے۔ آپ جب کل فیلڈ میں جائیں گے تو یہی باتیں آپ کے لئے بھی انتہائی ضروری ہیں۔

ایک اور خط 19 اپریل 1976ء کو آپ نے دعائیہ رنگ میں لکھا تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

"MUCH PLEASED TO KNOW THAT ALLAH OUT OF HIS GRACE HAS PROVIDED YOU THE UNIQUE OCCASION TO KNOW FURTHER ABOUT THE MYSTERIES OF HUMAN BODY AND MARVELLOUS FUNCTIONS OF ITS PARTS THEREBY TO STRENGTH OUR FAITH IN THE ALMIGHTY. IN THIS RESPECT EVERY SINCERE AHMADI MUSLIM MUST ALWAYS TAKE GUIDANCE FROM SAYINGS OF THE HOLY PROPHET PEACE AND BLESSINGS OF ALLAH BE UPON HIM".

ترجمہ: مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے آپ کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ آپ انسانی جسم کی پیچیدگیوں اور اس کے اجزاء کے بارہ میں سیر کن معلومات حاصل کرسکیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ پر آپ

کا ایمان اور مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔ اس ضمن میں ہمارے احمدی مسلمانوں کو ہمیشہ احادیث نبویہ سے رہنمائی لینی چاہئے۔

حضور انور نے یہ حدیث بطور رہنمائی پیش کی کہ:

"EVERY DISEASE HAS A CURE"

ترجمہ: ہر بیماری کا علاج ممکن ہے۔

ہمارا بنیادی مقصد انسانیت کی خدمت ہے۔ اور انسانیت کی خدمت ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ حقوق اللہ ایک طرف اور حقوق العباد دوسری طرف۔ حقوق العباد میں صرف جسمانی بیماریوں کا علاج ہی نہیں ہے بلکہ روحانی بیماریوں کا بھی علاج ہے اور یہی فرض ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کیا ہے۔

....

(ڈاکٹر صاحب نے طلباء کو ایک اور STETHOSCOPE دکھاتے ہوئے کہا)

اب میں آپ کو دوسرے STETHOSCOPE کے متعلق بتاؤں گا۔

یہ دوسرا STETHOSCOPE ہے جو کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بیماری کے دوران استعمال کیا۔ یہ تقریباً ساڑھے تین سال کا عرصہ بنتا ہے جس میں تقریباً 13 مرتبہ میں پاکستان سے لندن گیا۔ اور حضور نے یہ شفقت فرمائی کہ خاکسار کو بھی ان معالجین میں شامل کیا جو حضور کو وقتاً فوقتاً دیکھتے رہے۔ آپ کا بلڈ پریشر، آپ کا بلڈ شوگر ٹیسٹ، آپ کا HEART ASCULTATE کرنا اور آپ کے سینہ کا معائنہ کرنا نیز ادویات کے ساتھ ان کا خیال رکھنا۔

یہ STETHOSCOPE حضور نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور بڑی دیر تک دعا کرتے رہے۔ میں نے یہ سمجھا اور دل میں دعا کی کہ معلوم نہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے کیا دعائیں کی ہوں گی۔ بہر حال یہ دعا ضرور کی ہوگی کہ جس کے ہاتھ میں یہ STETHOSCOPE ہے خدا تعالیٰ اس مریض کو شفا دے۔ اور اس کے بعد ہزاروں یا لاکھوں مریضوں کو اس STETHOSCOPE کے ساتھ میں نے چیک کیا اور ہمیشہ دعا کی کہ: یا اللہ! جس خدا کے بندہ کے اوپر میں نے یہ STETHOSCOPE استعمال کیا تو ان بندوں کو بھی شفا دے۔ اور واقعی بے انتہا لوگوں کی لسٹ ہے جن کو خدا تعالیٰ نے شفا دی اور غیر معمولی طور پر شفا دی۔ جہاں ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ مریض شائد زندہ نہ رہے اور مر جائے گا۔ مَیں ازراہ برکت یہ STETHOSCOPE استعمال کرتا اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اور اپنے خلفاء کی دعاؤں کے تحت اس کو شفا عطا کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک خط میرے پاس محفوظ ہے جو انہوں نے 30 جنوری 1989ء میں لکھا جس میں آپ نے چند راہنما اصول لکھ کر بھیجے۔ آپ لکھتے ہیں۔

ONE THING THAT DISTINGUISHES US THE PARTY OF ALLAH– FROM WORLDLY ASSOCIATIONS IS THAT WE TAKE ADVERSITY IN OUR STRIDE, AS A CATALYST, AND STRIVE IN THE CAUSE OF ALLAH EVEN HARDER".

ترجمہ: ہماری جماعت میں اور دیگر دنیاوی جماعتوں میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے راستے میں حائل تکلیفیں ہمیں سست یا کمزور کرنے کی بجائے ہمیں مزید تقویت بخشتی ہیں اور ہم پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے راستہ میں مصروف عمل ہوجاتے ہیں۔

OUR IDEAL IS HIS LOVE AND ATTAINMENT OF HIS NEARNESS AND HIS PLEASURE AND THEREFORE WE SEEK TO FOLLOW AND TREAD THE PATH LEADING TO THAT GOAL AS LAID DOWN IN THE HOLY QURAN AND EXPOUNDED BY HOLIEST OF PROPHETS PBUH.

ترجمہ: ہمارا مطمح نظر اس کی محبت اس کی قربت اور اس کی رضا ہے اس لئے ہم ہر اس رہ پر قدم مارتے ہیں جو ہمیں اس مقصد کی طرف لے جائے۔ جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ خدمت دین اور خدمت خلق وہ رستے ہیں۔

دو چیزیں ہیں جن کی طرف حضور نے ہم سب کی راہنمائی فرمائی۔

ایک اور خط (محررہ) 18 جنوری 1986ء میں آپ نے دعا کی کہ۔

MAY YOU BECOME "PRACTICING EXAMPLE OF"

ترجمہ: اللہ کرے کہ آپ اس کا عملی نمونہ بنیں

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (41:34)

"AND WHO IS BETTER IN SPEECH THAN HE WHO INVITES MEN TO ALLAH AND DOES RIGHTEOUS DEEDS"

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

(حم السجدہ۔34)

ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا:

اس کے بارہ میں آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں یہ قرآن شریف کی سورۃ 41 آیت نمبر 34 ہے۔

پس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر بڑے احسانات ہیں۔ ہم کبھی ان احسانات کو بھول نہیں سکتے۔ ان کی یادیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی اور ان یادوں کی جگالی کرتے ہوئے ہم اپنے آپ کو بہتر سے بہتر کرتے چلے جائیں گے۔ اور دین اور دنیا کی خدمت کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

....

اور اب تیسرا STETHOSCOPE۔ (ڈاکٹر صاحب نے تیسرا STETHOSCOPE دکھاتے ہوئے فرمایا کہ) یہ وہ تیسرا STETHOSCOPE ہے جس کو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جب چیک اَپ ہوا تھا، اس میں

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت، فعال زندگی، لمبی کام کرنے والی زندگی عطا فرمائے۔ ہم دل وجان سے آپ پر قربان ہیں اور آپ کا سایہ دیر تک ہمارے اوپر قائم رہے اور آپ کی دعائیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں۔ جب طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کا قیام ہو رہا تھا تو ہم ڈاکٹرز کو اور باقی لوگوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے COLLECTION OF FUNDS کی تحریک کی تھی۔ اس وقت امریکہ سے ہمارے دوست منیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس میں انہوں نے بھی الحمدللہ بہت کام کیا ہے۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خط دکھاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا) تو اس خط میں جو 3 جولائی 2003 کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک فرمائی آپ نے لکھا کہ:

"IF YOU WISH TO SEEK THE NEARNESS TO ALLAH AND SERVE THE AILING HUMANITY YOUR CONTRIBUTION WILL CULMINATE

IN COMPLETION OF TAHIR HEART INSTITUE. ALLAH WILL INCLUDE YOU AMONG THOSE WHO WILL BE SHOWERED WITH HIS BLESSINGS. THE REWARD IS WITH HIM AND BEYOND MEASURE".

ترجمہ: اگر آپ خدا کی قربت چاہتے ہیں اور بیمار انسانیت کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنے مقاصد کی تکمیل یقیناً طاہر ہارٹ انسٹیٹوٹ کے قیام میں دیکھ سکتے ہیں جس کے باعث اللہ تعالیٰ آپ کو ان لوگوں میں شامل کر دے گا جن پر وہ اپنا فضل کرتا ہے جس کا اجر اس کے ہاں بے حساب ہے۔

اور ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان لوگوں میں شامل کرے گا جو کہ انعام یافتہ ہیں اور اس کے انعام کی کوئی حد نہیں۔

آگے آپ فرماتے ہیں:

IT IS MY UTMOST DESIRE TO SEE THIS PROJECT COMPLETED. INSHALLAH SINCE IT IS STARTED IN MY TIME I HOPE AND PRAY ALLAH SHALL FULFIL MY WISH".

ترجمہ: میری یہ انتہائی خواہش ہے کہ اس منصوبہ کو مکمل ہوتے دیکھوں انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ اس کا آغاز میرے دور میں ہی ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ

Morden Motor (UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

میری اس خواہش کو بھی پورا کرے۔

یہ بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے حضور انور کی خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور بہت ہی احسن رنگ میں پہنچایا کہ تین چار سال کے اندر اندر یہ منصوبہ تکمیل پایا۔ ابھی سات سال اس کو مکمل ہوئے ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابیاں اس رنگ میں ہیں کہ مریضوں کو بے انتہا احسن رنگ میں اللہ تعالیٰ شفا عطا کرتا جا رہا ہے۔ یہ ہے خلافت کی برکت۔ ہماری تو کوئی کوشش ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا اور ان چیزوں سے نوازا کہ ہمیں تصور بھی نہ تھا۔ اس انعام سے فائدہ اٹھانے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے رہا ہے۔ ورنہ ہماری کوشش کوئی نہیں۔

ہم سب کا وجود اگر آپ سوچیں، ہم سب جو اس وقت زندہ ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور یہاں موجود ہیں، اس میں انسان کے جسم میں جو اربوں، کھربوں CELLS ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کی زبان بول رہے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی زبان اس رنگ میں بول رہے ہیں کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ میری ہستی کا وجود تمہارے اس ONE TRILLIONTH حصے میں موجود ہے جہاں میں موجود ہوں۔ ایک سَیل جس کو آپ NAKED EYE (عمومی مشاہدہ) سے دیکھ بھی نہیں سکتے۔ MICROSCOPE سے بھی کئی دفعہ نہیں دیکھ سکتے۔ آپ کو ELECTRON MICROSCOPE یا ULTRA ELECTRONIC MICROSCOPE سے دیکھنا پڑتا ہے۔ اس ایک سیل کے اندر ایک بہت بڑی FACTORY ہے۔ آپ CEMENT کی FACTORY کی مثال لے لیں۔ ایک بہت بڑی FACTORY میں جتنے بھی COMPONENTS موجود ہیں اس سے کہیں زیادہ اس ایک سَیل میں جو کہ آپ کے جسم کا ONE TRILLIONTH حصہ بھی نہیں، اس سے بھی زیادہ وہ کام کر رہے ہیں۔ BODY میں GLUCOSE کا METABOLISM جو چل رہا ہے CARBOHYDRATES کا چل رہا ہے۔ MINERALS کا کام جس طرح چل رہا ہے۔ کس طرح SHIFTING ہو رہی ہے۔ ایک SHIFT پھر دوسری آگے چل رہی ہے کس طرح مختلف ENZYMES چل رہے ہیں۔ بیکٹیریا کی DESTRUCTION کس طرح چل رہی ہے؟ تو اتنا بڑا کام ایک سیل کر رہا ہے اور وہ کون کر رہا ہے وہ کس کے حکم پر چل رہا ہے۔ اگر غور کریں تو لازمی بات ہے کہ یہ سیلز ایک طرف اشارہ کر رہے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور اگر اس چیز پر غور کریں تو ہم اگر ایک سیل اور جو ابھی تک دنیا میں اگر پانچ ہزار FUNCTIONS DISCOVER ہوئے ہیں تو ایک FUNCTION کو لے کر اس کا بھی شکر ادا کرنا شروع کر دیں تو ہماری ساری زندگی ایک سیل کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات اتنی MAGNANIMOUS ہے تو کیوں نہ ہم شکر ادا کریں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا۔ کیوں نہ ہم شکر ادا کریں کہ جس نے ہمیں یہاں بٹھایا۔ کیوں نہ ہم شکر ادا کریں کہ خدا تعالیٰ نے اتنے مشکل حالات میں اس جامعہ کو قائم کیا۔ کیوں نہ ہم شکر ادا کریں کہ خلیفہ وقت کی مستقل دعائیں

آپ لوگوں کے ساتھ شامل ہیں۔ کیوں نہ ہم شکر ادا کریں اور محنت کریں کہ آگے جب ہم فیلڈ میں جائیں گے ہم سب کو خدا تعالیٰ کے احکامات، رسول کریم ﷺ کے ارشادات، حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ یہ تو صرف ظاہری چیزیں تھیں لیکن یہ ظاہری چیزیں بھی اپنے پیچھے بہت بڑی داستان رکھتی ہیں۔

اس تیسرے STETHOSCOPE میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دل کی دھڑکن بھی محفوظ ہے۔

(اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے سپیکر کے ذریعے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل کی دھڑکن کی آواز جو STETHOSCOPE میں ریکارڈ تھی سنائی اور فرمایا:)

یہ وہ صرف لب ڈب کی آواز نہیں ہے۔ یہ آواز ان دعاؤں کی ہے جو آپ سب کے لئے ہے۔ یہ آواز آپ لوگوں کو پکار رہی ہے۔ مجھے پکار رہی ہے کہ خدمت انسانیت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرو اور اپنے آپ کو پیش کرو۔ وہ دعائیں اور وہ آواز، دل کی دھڑکن یہ پیغام دے رہی ہے کہ آپ اپنی نمازوں کو زندہ کریں۔ آپ اپنی عبادات کو زندہ کریں۔ آپ اسلام اور احمدیت کے احکامات کو زندہ کریں۔ صرف ماننا کافی نہیں ہے۔ ماننے کے بعد اس پر سوچنا، جگالی کرنا، غور کرنا، اور پھر آگے اس کو EXECUTE کرنا۔ اس پر عمل کرنا۔ یہ اصل کام ہے اور پھر ہر سٹیپ پر جب سنے تو انسان دعا کرے۔ جب اس کو سوچ رہے ہوں تب ہم دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کریں۔ پھر اس پر عمل کر کے آگے کام کو میدان عمل میں EXECUTE کریں۔ اس وقت دعا کریں۔ نتائج خدا تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دیں۔ ہم دیکھیں گے کہ دنیا میں ایک REVOLUTION، ایک انقلاب آجائے گا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مَیں آخری بات ایک عرض کرتا چلوں کہ محترم پرنسپل صاحب نے جب حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا ذکر کیا جب یہ بطور خادم وہاں خدمت کرتے تھے تو میں تقریباً ہر ہفتے علاج کے سلسلے میں حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ یہ تو حضرت چوہدری صاحب کی شفقت تھی۔ ان کا حکم ہوتا کہ میں پہنچوں اور آ کر دیکھوں ورنہ مجھ سے زیادہ بہتر کئی ڈاکٹر صاحبان وہاں موجود تھے۔ تو یہ بات آج مجھے معلوم ہوئی کہ وہ خادم یہ ہیں۔ اب میں وہ نقشہ آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ 1984ء کی بات ہے۔ حضرت چوہدری صاحب صاحب فراش تھے۔ بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہاں نزدیک ایک OXYGEN CYLINDER بھی پڑا ہوا تھا جو کبھی کبھار ان کو MASK کے طور پر لگا دیا جاتا تھا۔ ان کا گھر کافی بڑا تھا اور یہ کمرہ بھی کافی بڑا تھا اور پیشاب کے لئے نلکی بھی لگی ہوئی تھی۔ حضرت چوہدری صاحب اتنے کمزور ہو چکے تھے کہ بڑی مشکل سے وہ کروٹ لے سکتے تھے اور آواز بھی بہت زیادہ نحیف تھی۔ کونے میں ایک خادم کھڑا تھا۔ اب میں وہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ان کی آہستہ سی آواز نکلتی ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اور کئی دفعہ ضعف اتنا زیادہ تھا کہ ان کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ نماز ابھی پڑھ چکے ہیں کہ اب اگلی نماز کا وقت ہونا ہے۔ اور وہ بار بار اس کو یاد کرتے خادم امامت کرا رہا ہے وہاں کھڑے ہوئے اور چوہدری صاحب لیٹے ہوئے وہاں پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اور ساتھ یہ

بھی ارشاد تھا ان کا کہ مجھے قرآن شریف کی تلاوت سناتے رہیں اور یہ تلاوت بھی کر رہے ہوتے تھے۔ میں کئی دفعہ گیا اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کونے میں وہ خادم کھڑے جو نماز بھی پڑھا رہے ہیں اور ساتھ قرآن شریف کی تلاوت بھی ہو رہی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ ایک انسان جس کی عمر اس وقت 93 سال ہے اتنی نحیف حالت کہ اس پر قرآن پڑھنا اس وقت فرض بھی نہیں ہے۔ اس کا نمازیں بھی جمع کر لینا جائز ہوتا کجا باجماعت نماز پڑھنا۔ آخری وقت تک بستر پر لیٹے ہوئے پیشاب کی نلکیاں لگی ہوئی، آکسیجن لگا ہوا۔ اس کی خواہش یہ ہے کہ وہ باجماعت نماز پڑھے اور خوش الحانی سے قرآن شریف کی آواز سنے۔ یہ وہ مثالیں ہیں۔ یہ وہ قابل تقلید نمونے ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے صحابہ کو اس زمانے کے صحابہ سے ملا دیتے ہیں اور مَیں جب ان کی آواز سنتا تھا اور چوہدری صاحب کو دیکھتا تھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں تو یقین جانیے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ یہ ایسے بزرگ وجود ہیں جس کا اندازہ انسان نہیں لگا سکتا ...... یہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں ہر ہفتے آتا تھا اور کئی مہینوں آتا رہا تو جاتے ہوئے کئی دفعہ میں ان سے درخواست کرتا کہ چوہدری صاحب مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں اور فرمانے لگے کہ میں ہر نماز میں، ہر دم صبح کی نماز یعنی تہجد کی نماز میں 270 لوگوں کو نام کے ساتھ ان کے لیے دعا کرتا ہوں۔ یہ انہوں نے خود فرمایا۔ اور اس میں آپ کا نام بھی ہے۔ اب آپ خود سوچیں ایک سے لے کر 270 تک لوگوں کے نام یاد رکھتے اور BY NAME ان کو اپنی نمازیں یاد رکھنا وہ تو ویسے ہی کوئی دو گھنٹے لگ جاتے ہوں گے۔ اور حضرت چوہدری صاحب لوگوں کے نام کے ساتھ اس SEQUENCE میں نام لیتے۔ اس میں اس عاجز کا بھی نام کسی دو سو SOMETHING میں ہوگا۔ جب یہ انہوں نے بات کی اس وقت بھی میں جذبات میں اس طرح بہہ گیا کہ دیکھ کر میں نے کہا دیکھیں خدا تعالیٰ نے کیسے وجود پیدا کئے اور ان وجودوں کو دیکھ کر انسان کا اپنا ایمان اس طرح تازہ ہوتا ہے جس کا اندازہ کوئی نہیں۔ اور اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی لطیفے کی بھی بات آپ کو سنا دوں کیونکہ کافی میں نے آپ کو SERIOUS باتیں کی ہیں۔

دو قصے حضرت چوہدری صاحب کے میں سنا کر پھر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

پہلا تو یہ ہے کہ حضرت چوہدری صاحب کو چھوٹی عمر میں DIABETES ہو گئی۔ آپ سب کو معلوم ہے DIABETES ایک ایسی بیماری ہے جو جب آجائے چھوڑتی نہیں۔ تو YOU LIVE WITH DIABETES YOU CANNOT CURE IT (ترجمہ۔ آپ شوگر کے ساتھ جیتے ہیں آپ اس کا مکمل علاج نہیں کر سکتے) اور یہ اس وقت EARLY INSULIN DIABETICS میں سے تھے۔ جب INSULIN دریافت ہوئی 1920s میں INSULIN جا کر دریافت ہوئی یا 30s میں۔ اور ایک AMERICAN تھا ایک MEDICAL تھا۔ ایک CANADIAN STUDENT تھا۔ وہ تھرڈ ایئر یا سیکنڈ ایئر کے طالب علم تھے۔ ان کو نوبل پرائز بھی بعد ازاں ملا تھا۔ JOSLIN INSTITUTE سے حضرت چوہدری صاحب اپنا علاج کرواتے تھے۔ آپ ان ابتدائی مریضوں میں سے تھے جو انسولین استعمال کرتے تھے۔ اور پچاس

ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ انسولین پر رہے۔ جب میں ENGLAND میں تھا اپنی تعلیم حاصل کر رہا تھا تو حضرت چوہدری صاحب کو میں ملا۔ اس وقت ان کی عمر کوئی 86، 85 کے قریب تھی۔ تو مجھ سے انہوں نے ذکر کیا کہ مجھے JOSLIN INSTITUE نے بلایا ہے کیونکہ THEY ARE COMMEMORATING 50 YEARS OF INSULIN TREATMENT مطلب پچاس سال ہوگئے ہیں دنیا میں انسولین ایجاد ہوئے۔ تو ان میں سے تین زندہ مریض ہیں جو انسولین پر ہیں اور ان میں سے ایک حضرت چوہدری صاحب تھے۔ ان کو میڈل دیا گیا۔

دوسری چیز جو حضرت چوہدری صاحب میں تھی جس کا پھر ہم سب لوگوں سے تعلق ہے کہ انہوں نے ایک دن فرمایا کہ ڈاکٹر نوری میں سوچ رہا ہوں کہ میری شوگر لیول نیچے گر رہی ہے اور مجھے پسینے آرہے ہیں انسولین کی وہی DOSE میں استعمال کرتا ہوں لیکن معلوم نہیں تو کوئی چیک اپ نہ ہو جائے۔ تو میں نے کہا۔ جی ضرور۔ میں نے ST. THOMAS'S HOSPITAL LONDON وقت لیا جہاں میں کام کرتا تھا۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ میں صبح آٹھ بجے تیار رہوں گا۔ تو میرا خیال تھا کہ صبح آٹھ بجے فلاں ہسپتال ہم نے جانا ہے۔ فلاں دن ہے۔ فلاں وقت ہے۔ میرا خیال تھا کہ میں لکھ کر چوہدری صاحب کو دے دوں گا۔ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ I DON'T KEEP A DIARY۔ ساری عمر انہوں نے کبھی ڈائری نہیں رکھی۔ ہم اپنے POINTS TO REMEMBER لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی یادداشت دی ہوئی تھی کہ وہ ڈائری نہیں رکھتے تھے۔ اور ان کی APPOINTMENTS کوئی ہفتے دس دن بعد تھی یا دو ہفتے کے بعد تھی۔ چوہدری صاحب GRESSENHALL ROAD میں اوپر رہا کرتے تھے۔ میں جب آٹھ بجے سے پانچ دس منٹ پہلے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ اوپر سے اتر رہے ہیں۔ تو اس طرح کی اللہ تعالیٰ نے ان کی یادداشت رکھی ہوئی تھی۔ ان دنوں میں وہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی "حیات نور" کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے تھے۔ دو خدام کو ساتھ بٹھا لیتے تھے۔ اسی طرح وہ انگریزی بولتے جاتے تھے جس طرح اردو پڑھی جاتی ہے اور ترجمہ خدام لکھتے جا رہے ہیں اور فرمانے لگے کہ میں ایک دفعہ DICTATE کراتا ہوں اور اس کو دوبارہ CORRECT نہیں کرتا۔ اب دیکھیں خدا تعالیٰ نے جوان کو یہ ذہانت دی ہوئی تھی کہ ایک دفعہ SCRIPT دیکھی۔ انگریزی میں ترجمہ بولا وہ دو خدام نے نوٹ کرلیا اور کتاب PUBLISH ہوگئی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عجیب شان ہے جو کہ اس نے ان کو دی ہوئی تھی۔ پھر جو کاغذ تھا اس کا، خدام کو یہ حکم تھا کہ اوپر سے شروع کرنا ہے تا کہ تھوڑا سا صفحہ بھی ضائع نہ ہو۔ تو وہ اوپر سے لکھتے تھے اور پورا پیج (PAGE) بھرتے تھے۔ ہم لوگ نیچے سے چھوڑ دیتے ہیں اوپر سے چھوڑ دیتے ہیں۔ پس اس بات کے باوجود کہ خدا تعالیٰ نے ان کو بے انتہا دیا ہوا تھا لیکن وہ پیسہ بھی بچا کر جماعت کے چندوں میں دے دیتے تھے۔

آخری بات جو لطف کی تھی یہ تھی کہ جب میں ان کو لے کر ہسپتال میں گیا تو ایک SENIOR DIABETIC NURSE تھی۔ چوہدری صاحب کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی ایک کتاب تھی LOOSE SHEETS میں جو ٹرانسلیٹ کی ہوئی تھی اور وہ پریس سے تازی تازی آئی تھی جس کے اندر SPELLING MISTAKES ٹھیک کرنی تھیں۔ وہ چوہدری صاحب نے ساتھ لے لی۔ میں نے وہ فائل چوہدری صاحب کی اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ ہم ST. THOMAS'S HOSPITAL LONDON کے DIABETES WARD میں اندر داخل ہوگئے۔ وہ SENIOR NURSE مجھ سے پوچھتی ہے CAN MR. KHAN SPEAK ENGLISH? تو میرے پاس اس وقت ایک دم جواب نہیں آیا۔ چوہدری صاحب نے ذرا آگے جھک کر اس کی طرف چہرہ کیا اور فرمایا YES A LITTLE۔ آکر بستر پر لیٹ گئے۔ CANNULA ڈل گیا۔ وہ ہر آدھے آدھے گھنٹے کے بعد بلڈ شوگر کے SAMPLE لیتی۔ میں نے جو مریض کے ساتھ ٹیبل ہوتی ہے وہ آگے کی۔ چوہدری صاحب کی فائل کھول دی۔ جس میں وہ TRANSLATION تھی۔ تو چوہدری صاحب کے ہاتھ میں پنسل تھی۔ پانچ گھنٹے کا وہ ٹیسٹ ہوتا ہے بلڈ شوگر کا۔ وہ ہر آدھے آدھے گھنٹے بعد لیتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ میں پانچ گھنٹے بعد آجاؤں گا اور آپ کو پھر واپس مشن ہاؤس لے جاؤں گا۔ اب ہر آدھے گھنٹے بعد وہ خاتون نرس۔ SENIOR NURSE جو تھی جس نے یہ سوال پوچھا تھا وہ آتی اور وہ BLOOD SAMPLE لیتی اور ساتھ اس کی نظر ان SHEETS پر بھی پڑتی جہاں چوہدری صاحب وہ CORRECTIONS کر رہے ہوتے تھے۔ چونکہ وہ موٹا پرنٹ تھا تو وہ تھوڑا تھوڑا اس کو پڑھ بھی لیتی تھیں اور اس نے دیکھا کہ اس کی تو انگریزی بھی بڑی اچھی لکھی ہوئی ہے اور پھر جب ہر آدھے گھنٹے کے بعد میں آتی ہوں تو وہ تیس صفحے پروف ریڈ کر چکے ہوتے تھے۔ پوری کتاب جو کہ میرے خیال میں 200 صفحوں کی ہے یا اس سے بھی زیادہ۔ وہ جب مکمل ہوئی اور یہ ٹیسٹ ختم ہوا اور پانچ گھنٹے کے بعد جب میں پہنچا تو وہ SENIOR NURSE بڑی مؤدب ہو کر چوہدری صاحب کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ جونہی میں آیا تو میری طرف وہ دوڑی اور مجھے کہتی ہے:

TELL ME WHY DIDN'T YOU INTRODUCE MR. KHAN EARLIER? تو میں نے کہا کہ انٹروڈکشن تو ہو گیا تھا۔ کہتی ہے کہ میں تو حیران ہوگئی کہ یہ شخص جس نے یہ TRANSLATION کیا ہوا ہے اس طرح TRANSLATION کیا کہ ادھر اردو زبان پڑھ رہے ہیں اور ادھر ان کے خدام اس کو لکھ رہے ہیں اور ان پانچ گھنٹوں میں 200/250 صفحے انہوں نے پروف ریڈ بھی کر لئے اور اتنی کتابیں۔ اتنی TRANSLATIONS انہوں نے کئے ہیں اور یہ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے جج بھی رہ چکے ہیں۔ فلاں جگہ AMBASSADOR تھے۔ پاکستان کے فارن منسٹر تھے۔ اور اس کے ساتھ UNITED NATION GENERAL ASSEMBLY کے صدر بھی۔ کہتی میں تو حیران ہوگئی۔ پھر اپنی تصویریں ان کے ساتھ بنائیں۔ تو اب آپ دیکھیں چوہدری صاحب کے حوالے سے بات چل نکلی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ایسے وجود جو کہ اپنے رنگ میں ایک بالکل عجب نمونہ تھے اور وہ اس وقت بھی اور آج بھی نظر آتے ہیں۔ کئی دفعہ میں جب بہشتی مقبرے سے گزرتا ہوں، وہاں ضرور ہفتے میں ایک دفعہ جاتا ہوں، تو اُدھر بے انتہا ایسی صحابہ کرام کی قبریں ہیں۔ تو کئی دفعہ میں وہاں رک جاتا ہوں اور ان خیالات میں بہہ جاتا ہوں کیونکہ کسی رنگ میں کسی کے ساتھ اس عاجز کا بھی تعلق رہا ہے۔ جب خیال آتا ہے اور وہ یادیں آتی ہیں تو پھر انسان سوچتا ہے کہ کیا کیا ان لوگوں نے قربانیاں کیں ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل ان پر رہے۔ کس طرح ان کی محبتیں خلافت کے ساتھ تھیں۔ کس طرح آپس میں محبت تھی۔ کس طرح خدا تعالیٰ کی ذات پر ان کا توکل اور کامل یقین تھا۔ وہ انسان لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا۔ تو میری یہ دعا بھی ہے آپ لوگ بھی مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ ہم جو کچھ بھی کریں وہ خدا کی رضا کے لئے ہو۔ ہم جو کچھ بھی کریں وہ انسانیت کی خدمت کے لئے ہو۔ ہم جو کچھ بھی کریں اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خلیفہ وقت کی خوشنودی حاصل ہو اور انشاء اللہ تب ہم ترقی کے مراحل طے کرتے چلے جائیں گے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(بشکریہ مجلہ جامعہ احمدیہ جرمنی 2016ء)

بقیہ: جلسہ سالانہ ساؤتھ افریقہ

از صفحہ 20

افریقہ کا جھنڈا لہرایا۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ براہ راست دیکھا اور سنا گیا۔

افتتاحی اجلاس میں تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کی اہمیت، برکات اور شاملین جلسہ کیلئے حضور علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر کیا اور شاملین کو جلسہ کے پروگراموں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی تلقین کی۔

جلسہ کے دوران نماز تہجد کے اجلاسوں میں تربیتی امور پر تقاریر ہوئیں جن میں نماز باجماعت کی اہمیت، تہجد کی برکات، مالی قربانی کی برکات وغیرہ موضوعات شامل ہیں۔

دیگر اجلاسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اردو نظمیں اور عربی قصائد مع ترجمہ پیش کئے گئے۔

جن اہم موضوعات پر تقاریر ہوئیں وہ درج ذیل ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کی صفت "السلام" جو کہ تمام سلامتی اور امن کا منبع ہے۔
2۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ امن کا شہزادہ۔
3۔ اکیسویں صدی اور عالمی مذاہب کے آپس کے تعلقات۔
4۔ اکیسویں صدی میں مذہب کا کردار۔
5۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور حَکم وعدل۔
6۔ موجودہ حالات میں اسلام کا کردار اس معاشرہ کو امن فراہم کرنے میں۔
7۔ خلافت احمدیہ کا کردار دنیا کو امن اور حفاظت عطا کرنے میں۔
8۔ اسلام کا اقتصادی نظام موجودہ دنیا کے بحرانوں کا حل ہے۔
9۔ مسیح موعود علیہ السلام کی آمد جس کی تمام قومیں منتظر تھیں۔
10۔ ماریشس کی ابتدائی تاریخ اور ترقی

مکرم امیر صاحب ماریشس بھی اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے اور آپ نے ماریشس میں جماعت کا آغاز اور اس کے بعد ہونے والی ترقی کے موضوع پر ایمان افروز تقریر کی۔

اس جلسہ میں جماعتوں اور سرکٹوں کے درمیان مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے مقابلہ رکھا گیا تھا جس کے مطابق شمالی علاقہ جوہانسبرگ کا سرکٹ حقدار قرار پایا اور سرکٹ پریذیڈنٹ مکرم ابوہریرہ چاؤس صاحب کو سند دی گئی۔

امسال احمدی طلباء اور طالبات میں مسابقت پیدا کرنے کے لئے نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء اور طالبات کو سندات دی گئیں۔

اختتامی اجلاس میں جنرل سیکرٹری مکرم زید ابراہیم صاحب نے پورے سال میں جماعت ساؤتھ افریقہ پر اللہ تعالیٰ کے ہونے والے افضال اور جماعت کی ترقی کے بارہ میں رپورٹ پیش کی اور احباب کو مسابقت کی روح برقرار رکھنے کی تلقین کی۔ انہوں نے تحریک جدید اور وقف جدید کے چندہ جات اور شاملین کی تعداد میں جماعت کی نمایاں کارکردگی کا ذکر کیا اور یہ کہ حضور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت دونوں سکیموں کے نئے سال کے اعلان والے خطبہ میں ساؤتھ افریقہ کا ذکر فرمایا جو کہ جماعت کے لئے اعزاز ہے لہٰذا احباب جماعت اس اعزاز کو قائم رکھیں۔

جلسہ کا اختتام خاکسار کی مختصر تقریر سے ہوا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو نصائح پڑھ کر سنائی گئیں اور اختتامی دعا ہوئی۔

حسب سابق غانین احمدی احباب نے اپنے مخصوص انداز میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ورد اور حمدیہ نظموں سے فضا کو معطر کر دیا۔ امسال جلسہ کی حاضری 198 تھی جس میں 45 غیر از جماعت مسلمان اور عیسائی نیز مقامی مذہب کے لوگ شامل تھے۔

قارئین کرام سے ساؤتھ افریقہ کی جماعت کی مضبوطی اور ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆...☆...☆

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

....

بینن (مغربی افریقہ)

بینن کے ریجن آلاڈا میں پہلی بین المذاہب کانفرنس کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: منتظر احمد مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعتِ احمدیہ بینن کو اپنی پچاسویں سالگرہ منانے کی توفیق مل رہی ہے۔ جشن تشکر کے سلسلہ میں اس سال مختلف پروگرامز تشکیل دیئے گئے ہیں جن میں بین المذاہب کانفرنسز کا انعقاد بھی شامل ہے۔ چنانچہ 21،جنوری 2017ء کو آلاڈا (Allada) ریجن میں پہلی بین المذاہب کانفرنس بعنوان ’’مذہب، برداشت اور رواداری‘‘ کا کامیاب انعقاد عمل میں آیا۔

کانفرنس کے لئے سیاسی اور مذہبی حلقہ جات میں بھرپور طریق پر دعوت دی گئی۔ اسی طرح ذاتی ملاقات، ٹیلی فونک روابط اور باقاعدہ دعوت نامے بھجوا کران کی شمولیت کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی۔ عوام الناس تک ریڈیو اعلانات، روایتی طریقہ اعلان جسے ’گانگو‘ نے کہا جاتا ہے کے ذریعہ اور خدام کی ٹیموں کے ذریعہ اس پروگرام کے انعقاد، وقت اور جگہ کی اطلاع پہنچائی گئی۔

آلاڈا ریجن بت پرستی کا مرکز سمجھا جاتا ہے اس لحاظ سے ایک اسلامی پروگرام کی طرف عوام الناس کی توجہ مبذول کروانا ایک مشکل مرحلہ تھا لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر نہ صرف ہماری جماعت کے لوکل ممبران بلکہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے احباب نے بھی شرکت کی۔

بینن میں بین المذاہب کانفرنسز کا انعقاد نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم Qasim Kpokpola صاحب کے تحت ہو رہا ہے۔ جماعت کی پچاسویں سالگرہ کی تقریبات کے لئے ایک کمیٹی کام کر رہی ہے جس میں پروگرام ڈسکس ہونے کے بعد فائنل ہوتا ہے اور ریجنز میں بھجوا دیا جاتا ہے۔

پروگرام کے لئے آلاڈا شہر کے مرکزی چوک میں واقع ایک سرکاری عمارت کا ہال بُک کروایا گیا جس میں سجاوٹ اور وقارِ عمل کے لئے خدام کی ایک مرکزی ٹیم علی الصبح پہنچی اور مقامی خدام کے ساتھ مل کر محنت اور جذبہ کے ساتھ تمام امور کو انجام دیا۔ ہال کے سٹیج پر معزز مہمانان کا اور اسٹیج کے سامنے باقی نشستوں کا بندوبست تھا۔ اس ہال کے ایک حصہ میں قرآنِ کریم کی نمائش کا بھی انعقاد کیا گیا تھا جس میں قرآنِ کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم، تفاسیر القرآن، روحانی خزائن، قرآن کریم کی مختلف پیشگوئیوں کے بینرز، جماعت کا فری لٹریچر، فرانسیسی، عربی اور انگریزی زبانوں میں جماعتی کتب اور جماعتِ احمدیہ کی فلاحی ادارہ جات IAAAE، ہیومینیٹی فرسٹ کی خدمتِ انسانیت اور ماڈل ویلج وغیرہ کی مختلف تصاویر کے بینرز آویزاں کئے گئے تھے۔

پروگرام کی کوریج کے لئے ملک کے سرکاری اخبار La Nation، سرکاری T.V چینل O.R.T.B، نجی چینل Canal 3 اور مقامی ریڈیو Radio Lama کو بھی دعوت دی گئی۔ ان تمام ذرائع ابلاغ نے ملکی سطح پر جماعت کا پُر امن پیغام اور بین المذاہب رواداری، اخوت اور محبت کو اجاگر کرنے کے لئے جماعت کی کاوشوں کو سراہا اور نشر کیا۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم مع فرانسیسی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مہمانانِ کرام کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔

اٹلانٹک ڈپارٹمنٹ (Atlantic) کے گورنر جناب Jean Claude صاحب نے امن کے لئے جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کی بینن میں خدمتِ انسانیت کی ایک لمبی تفصیل ہے۔ یہ بین المذاہب کانفرنس انہی کاوشوں کی ایک کڑی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کا یہ پیغام کہ ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ ایک قابلِ تعریف پیغام ہے جو صرف جماعتِ احمدیہ کے لئے نہیں بلکہ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

شہر کے مئیر صاحب کے نمائندہ نے کہا کہ وہ ایک لمبے عرصہ سے جماعت احمدیہ کو جانتے ہیں اور اُن کا جماعت سے ایک اچھا تعلق ہے۔ انہوں نے کبھی کسی مسلمان کو نہیں دیکھا جو عیسائیوں کو اپنے پروگرامز میں شرکت کی دعوت دیتا ہو۔ یہ صرف جماعت احمدیہ کا ہی طرۂ امتیاز ہے کہ وہ اپنے تمام بڑے پروگرامز میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں اور باقی مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو دعوت بھی دیتے ہیں اور اظہارِ رائے اور اظہارِ خیالات کا بھی موقع دیتے ہیں۔

سیاسی حلقہ جات کے علاوہ مختلف مذہبی طبقہ ہائے فکر کے راہنماؤں کی طرف سے بھی موجودہ حالات کے پیشِ نظر اس قسم کی بین المذاہب کانفرنسز کے انعقاد کی ضرورت کا اعتراف کیا گیا اور جماعتِ احمدیہ کے اس اچھے نمونہ کی تعریف کی گئی۔ سلیست (Céleste) چرچ، کیتھولک (Catholic) چرچ، کیتھولک رومن چرچ، کیتھولک رینیسانس (Renaissence) چرچ، EEPC چرچ اور Voudon مذہب سے تعلق رکھنے والے علماء نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور قیامِ امن کے لئے جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو سراہا۔

کانفرنس کے عنوان (مذہب، برداشت اور رواداری) پر جماعت احمدیہ بینن کے ایک لوکل مشنری مکرم یحییٰ حسینی صاحب نے تقریر کی جس میں انہوں نے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں مذہبی رواداری، باہمی مفاہمت اور جذبۂ ایثار کے ساتھ ایک پُرامن معاشرہ کی تشکیل پر روشنی ڈالی۔

پروگرام کے آخر پر مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے معزز مہمانان کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا اور اجمالاً سورۃ الفاتحہ کی ابتدائی آیات کی روشنی میں مساواتِ انسانی کے عالمگیر درس اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور موجودہ عالمی حالات کے پیشِ نظر محبت، رواداری، برداشت اور مخلص کاوشوں کے ذریعہ ایک پُرامن ملک اور معاشرہ کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔ بعدہٗ مہمانانِ کرام و حاضرینِ کانفرنس کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ حاضرین کی کل تعداد 225 سے زائد تھی۔

☆...☆...☆

کینیڈا

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے زیر اہتمام خلافت احمدیہ پر خصوصی نمائش کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کینیڈا کو مؤرخہ 23/مارچ تا 26/مارچ 2017ء ’’خلافت احمدیہ‘‘ کے موضوع پر ایک خصوصی نمائش کے انعقاد کی توفیق ملی۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے زیر اہتمام منعقد کی جانے والی یہ نمائش اپنے سلسلے کی تیسری کڑی تھی۔ اس سلسلہ کی پہلی نمائش مؤرخہ 20/مارچ تا 23/مارچ 2015ء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کی حیاتِ مبارکہ پر اور دوسری نمائش مؤرخہ 23/مارچ تا 28/مارچ 2016ء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیاتِ مقدّسہ پر منعقد کی گئی تھی۔ بعد میں ان دونوں نمائشوں پر مبنی دیدہ زیب کتابچے بھی تیار کیے گئے۔

افتتاح نمائش

مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا، نگران نمائش کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق امسال جامعہ احمدیہ کینیڈا کی طرف سے خلافت احمدیہ کے موضوع پر تیار کی جانے والی بابرکت نمائش کا باقاعدہ افتتاح مؤرخہ 23/مارچ 2017ء کو صبح ساڑھے دس بجے مکرم لال خان ملک صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا کی نمائندگی میں مکرم عبدالعزیز خلیفہ صاحب، نائب امیر دوئم نے فیتہ کاٹنے کے بعد دُعا سے کیا۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے اور اساتذہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کی معیّت میں نمائش ملاحظہ کی۔ اس دوران ہر بینر پر موجود جامعہ کے طلباء اس بینر کا تعارف پیش کرتے رہے۔ اس کے بعد طلباء اور اساتذہ جامعہ احمدیہ ہال میں جمع ہو گئے جہاں یومِ مسیح موعو علیہ السلام کی مناسبت سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

مکرمہ صاحبزادی امۃ الجمیل بیگم صاحبہ کی تشریف آوری

مکرم ہادی علی چودھری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا کی خصوصی دعوت پر مکرمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ سلّمہا اللہ تعالیٰ بنت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نمائش دیکھنے کے لیے جامعہ احمدیہ تشریف لائیں۔ انہوں نے نمائش کو بے حد پسند فرمایا اور جامعہ احمدیہ کی اس تاریخی اور معلوماتی نمائش تیار کرنے پر حوصلہ افزائی فرمائی۔

کُل چار دن جاری رہنے والی اس نمائش میں مرد وخواتین اور فیملیز کے لئے الگ الگ اوقات مقرر کیے

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

پس صرف ایمان لا کر اس پر خوش ہو جانا کافی نہیں بلکہ ایک مومن مرد اور مومن عورت کو اپنے ایمان کو اپنے نیک اعمال سے سجانے کی ضرورت ہے، اپنی عبادات سے سجانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اصل مقصد خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ جب آخر میں یہ فرمادیا کہ اصل چیز خدا تعالیٰ کی رضا ہے تو اصل جنت اُسی وقت ملے گی جب اعمال صالحہ ہوں گے، جب عبادات ہوں گی۔ جب یہ کوشش ہوگی کہ ہم نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کرنے ہیں تو تبھی خدا تعالیٰ کے وعدے سے حصہ لینے کی ہم امید کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس جنت کا کچھ ظاہری نقشہ بھی کھینچا ہے اور اس کے حصول کے بعد مومنین کے مقام کا بھی۔ اور یہ نقشہ صرف ایک تمثیلی نقشہ ہے۔ مثال دی گئی ہے۔ یہ سمجھانے کے لئے ہے کہ اگر دنیا کی نعمتوں پر اسے محمول کرو تو یہ جو مثالیں بیان کی گئی ہیں یہ اس کی موٹی مثالیں ہیں ورنہ اس کی گہرائی تک پہنچنا تمہارے لئے ممکن نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی اصل حقیقت بیان کرتے ہوئے کیا فرماتے ہیں کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ:

''کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں۔ ان کی مثالیں قرآن کریم میں دی گئی ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اَور ہیں اور اُن کو اِن چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کا سمجھا اُس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔''

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اس کی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں کبھی گزریں۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گزرتی ہیں۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ اور رسول اُس کا ان چیزوں کو ایک نرالی چیز بتلاتا ہے تو ہم قرآن سے دُور جا پڑتے ہیں اگر یہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دنیا کا ہی دودھ ہوگا جو گائیوں اور بھینسوں سے دوہا جائے گا۔ گویا دودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ریوڑ موجود ہوں گے اور درختوں پر شہد کی مکھیوں نے بہت سے چھتے لگائے ہوئے ہوں گے اور فرشتے تلاش کر کے وہ شہد نکالیں گے اور نہروں میں ڈالیں گے۔ کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں جس میں یہ آیتیں موجود ہیں کہ دنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا اور وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی ہیں اور روحانی غذائیں ہیں۔ گو ان غذاؤں کا تمام نقشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ بتایا گیا ہے کہ ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 398-397)

جتنی جتنی کسی کی روحانی ترقی ہوگی، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش ہوگی، اتنا اتنا اس جنت سے ایک مومن کو حصہ ملے گا۔ مرد ہو یا عورت ہو، وہ نعمتیں ایک مومن کے لئے مہیا ہوں گی۔

پس جو جنت اخروی جنت ہے اس کے حصول کی کوشش اس دنیا میں ہی شروع ہو جاتی ہے۔ جس قدر ایک مومن اس دنیا میں اپنی جنت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بنانے کی کوشش کرے گا اُسی قدر بلکہ اس سے کئی گنا بڑھ کر اخروی جنت کا وارث بنے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اجر دس گنا حد تک بلکہ اس سے بھی لامحدود حد تک چلا جاتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ لامحدود اجروں کی خوشخبری دیتا ہے تو انسان اس کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔

اس جنت میں مومن کے مقام کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن نعمتوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو یہ کہہ کر تم پر واضح کیا گیا ہے کہ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جنت کی نعمتوں کی فراوانی جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس سے ظاہر ہے کہ یہ ظاہری دودھ یا شہد کی نہریں نہیں ہیں بلکہ اس کی اَور ہی کیفیت ہے۔ وہ عمل جو ایک مومن نے اس دنیا میں اس لئے کئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اس کی جزا اس قدر زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نعمت کی اگلے جہان میں نہریں چلا دی ہیں۔ وہ جتنا چاہیں، جب چاہیں اس سے فیض اٹھاتے چلے جائیں۔ دنیا وی نہریں تو بارشوں اور پہاڑوں پر برف کی مرہون منت ہیں۔ اگر بارش نہ ہو، برف نہ پڑے تو نہریں اور دریا سوکھ جاتے ہیں یا اگر زیادہ بارشیں ہو جائیں، برفیں پڑ جائیں تو سیلاب آجاتے ہیں۔ جو دنیا کے ہر ملک میں ہم دیکھتے ہیں بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں ان نعمتوں کی نہروں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک تو تمہارے نیچے نہریں ہیں۔ یہ نعمتیں ہر وقت تم کو میسر ہیں۔ اور پھر یہ کہ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے کسی اَور کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ تمہارا جنت میں آنا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لینا ہی اس بات کے لئے کافی ہے کہ یہ نہریں تمہارے زیرِ تصرّف ہیں اور پھر یہ نہریں خشک ہونے والی نہیں ہیں، نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچانے والی ہیں۔

پھر فرمایا خَالِدِيۡنَ فِيۡهَا ان نہروں اور جنت کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی عرصہ مقرر نہیں ہے کہ اتنے عرصے کے لئے فائدہ اٹھا لو۔ بلکہ ایک مرتبہ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے تم جنت میں آ گئے تو پھر ہمیشہ ہی اس جنت میں رہو گے، ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے رہو گے۔ اور یہ لامحدود نعمتیں ہیں اور ہمیشہ تمہارے تصرّف میں رہیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نعمتیں بھی لامحدود اور لازوال ہیں۔ ہمیشہ کے لئے تمہیں اس جنت میں رہنا بھی ہے۔ لیکن کہاں رہنا ہے؟ ایک ظاہری نقشہ کھنچا ہے کہ ایسے گھروں میں رہو گے جو مَسٰكِنَ طَيِّبَةً ہیں۔ بہت ہی پاکیزہ گھر ہیں۔ ایسے پاکیزہ گھر ہیں جن میں کسی قسم کی کثافت اور گندگی اور خیالات اور تصورات کی ناپاکی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ گھر دائمی جنتوں میں ہوں گے۔ ان گھروں کی صفائی اور پاکیزگی عارضی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ یہ تمام نعمتیں جو انسان کو اُخروی جنتوں میں ملیں گی اور جنتی ان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں گے لیکن سب سے زیادہ جو بات جنتیوں کی خوشی کا موجب ہوگی اور جس کے لئے اس دنیا میں بھی وہ نیک اعمال بجا لاتے رہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی فوزِ عظیم ہے، یہی تمہاری اصل کامیابی ہے۔ یہی وہ آخری مقصد ہے جس کے حصول کے لئے ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ اگر اس مقصد کو پا لیا تو جنت کی تمام قسم کی نعماء کا حصول ممکن ہو گیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اصل جنت خدا ہے جس کی طرف تردّد منسوب ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے بہشت کے لئے اعظم ترین انعامات میں رِضۡوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ہی رکھا ہے''۔ فرمایا: ''انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد میں ہوتا ہے۔ مگر جس قدر قرب الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوۡا بِاَخۡلَاقِ اللّٰهِ سے رنگین ہوتا جاتا ہے اُسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ایک مومن کا اصل مقصود یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے اور یہی نمونے انبیاء کے حقیقی متّبعین نے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ یہ جنت کی نعمتیں، جنت کی نہریں، اعلیٰ گھر، یہ سب تو اُن اعمال کے زائد انعامات ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک مومن کرتا ہے۔ اور یہ صرف اخروی زندگی کے انعامات نہیں ہیں، مرنے کے بعد کے انعامات نہیں ہیں بلکہ یہ دنیا کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی وجہ سے یا اس کی کوشش کی وجہ سے اس دنیا میں ہمارے لئے جنت بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد، پریشانی، گھبراہٹ اور بے چینی میں مبتلا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق ہو اور انسان خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس سے تعلق جوڑنے کی کوشش کرے تو ان پریشانیوں، دکھوں، تکلیفوں کو خدا تعالیٰ سکون میں بدل دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے جب مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے تو اس سے پہلی آیت میں بعض اعمال کا ذکر کر کے یہ بھی بتا دیا کہ یہ عمل ہیں جو ایک مومن بنانے میں کردار ادا کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ورنہ صرف اپنے منہ سے اپنے آپ کو مومن کہنے سے انسان مومن نہیں بن جاتا۔ اس لئے جب ان لوگوں نے جو جنگلوں میں دیہاتوں میں رہنے والے تھے جن کو بَدُّو بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جب یہ کہا کہ ہم ایمان لے آئے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ حقیقت میں تم ایمان نہیں لائے۔ ہاں تمہارا جواب فی الحال یہ ہونا چاہیے کہ اَسۡلَمۡنَا کہ ہم نے فرمانبرداری قبول کر لی ہے۔ لیکن ایمان کی جو حالت ہونی چاہیے وہ تم میں پیدا نہیں ہوئی۔ وہ حالت کس طرح پیدا ہوگی؟ فرمایا: اِنۡ تُطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اطاعت کرو گے تو تب ہی کامل ایمان ہوتا ہے۔

جیسا کہ میں کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی بعض خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے۔ تو اس پہلی آیت میں فرماتا ہے: وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یعنی مومنین آپس میں ایک جان کی طرح ہیں۔

ولی کے معنی ہیں: دوست، ایک دوسرے سے پیار محبت کا سلوک کرنے والے، ایک دوسرے کے مددگار، حفاظت کرنے والے، ایک دوسرے کے معاملات کی نگرانی کرنے والے۔ پس اگر جنت کا امیدوار بننا ہے تو آپس میں اس تعلق کو نباہنا ہوگا۔ اور یہ سلوک صرف آخرت کی جنت کی ضمانت نہیں ہے بلکہ اس دنیا کی جنت کی ضمانت بھی بن جاتا ہے۔

قرآن کریم میں جو جَنّٰتٰن کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے دنیاوی اور اُخروی جنت دونوں مراد ہیں۔ جب مومن خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس دنیا میں بھی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ جو لوگ اس بات کی تلاش میں رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ کہ مومن آپس میں ایک دوسرے سے بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنے تعلقات کو استوار کیا۔ دوسرے مومن کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھا۔ اس کا نظارہ حال ہی میں ہمیں لاہور میں ہونے والے واقعات میں نظر آتا ہے جو ہماری دو مساجد میں ہوئے۔ دنیائے احمدیت میں ہر جگہ بلاتخصیص قوم، نسل، رنگ احمدیوں پر ہونے والے ظلم نے ہر احمدی کے دل کو بے چین کر دیا۔ کئی خطوط مجھے آئے ہیں کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ اتنی تکلیف میں ہو تو کیا تمہارا کوئی قریبی عزیز اس واقعہ میں شہید یا زخمی ہوا ہے؟ تو ہمارا جواب ہوتا ہے کہ یہ سب ہمارے اپنے ہی تو تھے۔ ہر شہید ہونے والا میرا باپ، میرا بھائی، میرا بیٹا تھا۔ یہ صرف پرانے احمدیوں کا یا پاکستانی احمدیوں کا حال نہیں ہے بلکہ افریقہ کے ایک ملک کے دُور دراز علاقہ سے مجھے مربی صاحب نے یہ لکھا کہ 28 مئی کو جب میں جمعہ کے وقت ایک دُور دراز دیہاتی جماعت میں پہنچا تو MTA پر یہ خبر آرہی تھی یا خطبہ کے دوران میرے سے سنا۔ تو یہ جماعت جو نو مبائعین کی جماعت ہے اور دُور جنگلوں میں رہنے والی جیسا کہ مَیں نے کہا دیہاتی جماعت ہے۔ سڑکیں بھی وہاں نہیں جاتیں، اس میں اکثریت اَن پڑھوں کی ہے۔ افریقن لوگ ہیں۔ لیکن جب ان کو خطبے کے دوران اُن کی زبان میں اس تمام واقعہ کی تفصیل بتائی جا رہی تھی تو ہر چہرے سے بے چینی نظر آرہی تھی۔ ہر چہرے پر جذبات کا اظہار ہو رہا تھا اور وہ کہتے ہیں کہ پھر نماز کے دوران جس طرح رقّت سے رو کر انہوں نے دعائیں کی ہیں، ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ ایک عجیب کیفیت تھی۔

پس یہ مطلب ہے ولی ہونے کا جس نے محبت، پیار کے جذبات اور تعلق میں تمام دنیاوی سرحدوں اور رنگ و نسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور یہ ہے وہ انقلاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق نے ہم میں پیدا کیا ہے۔ یہ کیفیت یقیناً آپ میں بھی پیدا ہوئی ہے۔ تو یہ صرف وقتی اور جذباتی کیفیت نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِس دنیا اور اُس دنیا دونوں کی جنت کے حصول کے لئے یہ ایک مومن کا شیوہ ہونا چاہیے۔ مومنین اور مومنات کے لئے آپس میں ایک دوسرے کا مددگار ہونا بھی ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے جب مومنین اور مومنات کا تصوّر ابھرے گا تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی تصوّر ابھرے گا کہ وہ نیکیوں میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ پس آپ عورتیں اور مرد جو میرے مخاطب ہیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر حقیقی جنت کی تلاش ہے تو نہ صرف خود نیکیوں میں آگے بڑھیں بلکہ نیکیوں کے انجام دینے میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں۔ محبت اور پیار کے تعلق کو بڑھائیں۔ ذرا ذرا سی بات پر رنجشوں اور ناراضگیوں کی دیواریں کھڑی کرنے کی بجائے ان دیواروں کو گرائیں۔ اور بعض لوگ ایسی

دیواریں کھڑی کر دیتے ہیں جن کا گرانا مشکل ہوجاتا ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ولی ہونے کا ایک مطلب ہے کہ معاملات کا نگران ہونا۔ جس طرح ہر انسان اپنے ذاتی معاملات کی نگرانی کرتا ہے، ایک مومن مرد اور ایک مومن عورت کا فرض ہے کہ اسی طرح دوسرے کے معاملات کی نگرانی بھی کرے۔ اپنے حقوق کی حفاظت کی فکر ہے تو دوسرے کے حقوق کی حفاظت کی فکر بھی ہو۔ اگر محبت پیار کے سلوک اور حقوق کی حفاظت اور نگرانی میں جماعتی عہدیداران اپنے نمونے قائم کریں گے تو پچاس فیصد اصلاح تو اسی طرح ہوجائے گی۔ کیونکہ ہر سطح پر جماعتی عہدیداروں کو لیں، خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کو لیں، انصاراللہ کے عہدیداران کو لیں اور آپ لجنہ ہیں۔ لجنہ اپنی ہر سطح پر عہدیداران کو لیں تو پچاس فیصد افراد جماعت کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی خدمت بجالا رہے ہیں، جو اس میں شامل ہوجاتے ہیں۔ تو اگر ارادہ ہو تو پچاس فیصد اصلاح تو ہوگئی۔

پس مومن اور مومنات بننے کے لئے ضروری ہے کہ ان انعامات سے فیضیاب ہونے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے رکھے ہیں، اِن نفرتوں اور کدورتوں کو دلوں سے نکال کر پھینک دیں جو ایک دوسرے کے لئے بعض کے دلوں میں پنپ رہی ہیں۔ میں کسی کے دل کا حال نہیں جانتا لیکن بعض ایسے شواہد اور واقعات میرے سامنے آتے ہیں جن سے دلوں کی کدورتوں کے اظہار ہو رہے ہوتے ہیں۔ مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اور بڑی تکلیف سے پھر کہہ رہا ہوں کہ صرف ایمان کا اظہار کافی نہیں ہے۔ وہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حقیقی ولی بننے کی ضرورت ہے۔ بنیانِ مرصوص بننے کے لئے، ایک مضبوط دیوار بننے کے لئے ولی بننے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کا مددگار بننے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کے لئے حفاظت کا فرض ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم اپنے دشمن پر، اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کرسکیں گے، تبھی ہم اُن جنتوں کے وارث بن سکیں گے جن کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

اگر اس حقیقت کو آپ سمجھ لیں، ہر عورت اور ہر لڑکی اپنا جائزہ لے، ہر مرد اور نوجوان اپنا جائزہ لے تو ایک جنت نظیر معاشرہ آپ قائم کرنے والے ہوں گے۔ گھروں کے سکون بھی قائم کرنے والے ہوں گے۔ آپس کے تعلقات میں بھی خوبصورتی نظر آئے گی۔ عہدیدار اور غیر عہدیدار میں عزت و احترام کا رشتہ بھی قائم ہوگا۔ جماعتی نظام میں بھی مضبوطی پیدا ہوگی اور کوئی بدفطرت جماعت کو کسی بھی رنگ میں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور سب سے بڑھ کر جب یہ کام ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کر رہے ہوں گے تو اِس دنیا کی جنت کے بھی وارث ہوں گے اور اگلے جہان کی جنتوں کے بھی وارث بنیں گے۔ انشاء اللہ۔

پس آج سب سے پہلے اپنے نفس کی صفائی سے اس کام کو شروع کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ نیکیوں اور برائیوں کا سب سے بڑا مسکن اور گھر ہمارا اپنا نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب جنتیوں کے لئے یہ فرمایا ہے کہ مَسَاكِنَ طَيِّبَةً۔ ان کی پاک رہائشگاہیں ہوں گی تو پاک رہائشگاہوں کے لئے پاک نفس ہونا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو نیکیوں کا مسکن بنانا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو برائیوں سے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ اپنے دل کے گھر کو شیطان سے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو دنیا کے لہو و لعب کی آماجگاہ بننے سے روکنا بھی ضروری ہے۔ تبھی ہم ہر شر کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ تبھی ہم ایک دوسرے کے ولی بن کر انفرادی طور پر بھی اور جماعتی سطح پر بھی حفاظت و نگرانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے گھروں کو، اپنی مجلسوں کو پاک اور طیب رکھ سکتے ہیں۔

اگر اس بارے میں عورتیں اپنا کردار ادا کرنے کا ارادہ کرلیں تو گھروں کی پاکیزگی کا بہترین رنگ میں انتظام ہوسکتا ہے۔ عورتیں گھروں کی محافظ و نگران ہونے کی حیثیت سے بچوں کی بہترین تربیت کا حق ادا کرسکتی ہیں۔

مَردوں کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے مومنین کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ عورتوں کی ذمہ داری ہے۔ مرد بھی اپنے گھر کا راعی ہے۔ اگر اپنی ذمہ داری ادا نہیں کریں گے تو مومنین کی صف سے باہر نکل جائیں گے۔ پس اگر جنت میں پاک گھر بنانے ہیں تو ہمیں اس دنیا میں بھی پاک گھروں کے نمونے پیش کرنے ہوں گے۔ ہمیں اپنا ظاہر بھی پاک کرنا ہوگا۔ اپنا باطن بھی پاک کرنا ہوگا۔ اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہوگا۔ ذاتی مفادات کی بجائے جماعتی مفادات کو سامنے رکھنا ہوگا۔

آج جبکہ جماعت پر مخالفین کی سختیوں کی وجہ سے ہر ایک کا دل نرم ہے تو خاوند بیوی، بھائی بہن، عزیز رشتہ دار، عہدیدار اور غیر عہدیدار اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ایک دوسرے کا ولی ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

اور ولی بننے کے بعد اگلا کام جو خدا تعالیٰ نے مومنین اور مومنات کو بتایا ہے وہ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ کہ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ اس کا مطلب حکم دینا بھی ہے اور کسی بات کو زور دے کر کہنا بھی ہے۔ اور کسی بات کو زور دے کر کہنے کے لئے انسان مختلف طریقے استعمال کرتا ہے۔ پس یہ نیکیوں کی پُرزور تلقین مومن ایک دوسرے کو بھی کرتے ہیں اور غیروں کو بھی کرتے ہیں۔

اگر خود ہم نیک اعمال بجا لانے والے نہیں تو دوسرے کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر ماں باپ خود نیکیوں کی طرف توجہ دینے والے نہیں تو بچوں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر عہدیداران خود اپنے نیک اعمال پر نظر رکھنے والے نہیں تو دوسروں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر ہمارے داعی الی اللہ کے اپنے اندر بعض نیکیاں نہیں تو وہ کس طرح دوسرے کو تبلیغ کرسکتی ہے یا کرسکتا ہے۔ آپ کے بچے سے لے کر غیر تک ہر ایک آپ کی تلقین، آپ کی نصیحت پر آپ پر انگلی اٹھائے گا یا آپ پر اُلٹا دے گا۔ اگر بچے یا فردِ جماعت ماں باپ یا عہدیدار کا احترام کرتے ہوئے چُپ بھی رہیں گے تو دل میں ضرور خیال لائیں گے کہ آپ تو یہ نیکیاں کرتے نہیں اور ہمیں یہ تلقین کر رہے ہیں اور یہ بے چینیاں جہاں اس دنیا میں معاشرے کے سکون کو برباد کر کے جنت کی بجائے نعوذ باللہ جہنم بنا رہی ہوں گی وہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بھی بن رہی ہوں گی اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے کر تو ہم اُخروی جنت کے وارث نہیں بن سکتے۔

خطبات میں مَیں شہداء کے واقعات سنا رہا ہوں۔ اُن کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ کل ہی آپ نے سنا ہے کہ دادا کے قرآن پڑھنے کا پوتی پر اتنا اثر تھا کہ اس نے اپنی معصومیت میں کہا کہ دادا جنت میں بھی قرآن پڑھ رہے ہوں گے۔ پس یہ ہیں نیک اعمال جو خود بخود نیکیوں کی تلقین کر رہے ہوتے ہیں اور یہ ہیں حقیقی مومن کی نشانیاں جو اسے جنت کا وارث بنا رہی ہوتی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کہ بری باتوں سے روکتے ہیں۔ یہ حکم پھر سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ہے۔ اگر اپنے نفس کی اصلاح ہوگی تو دوسروں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اپنے لئے جنت کے دروازے وَا کرنے کے لئے، کھولنے کے لئے ہر مرد اور عورت کوشش کرے گا تو دوسروں کو اِن دروازوں کی نشاندہی کرسکے گا۔ اپنی اولادوں کو برائیوں کی نشاندہی کرنے سے پہلے ہر عورت اپنے آپ کو پاک کرے گی اور ہر مرد پاک کرے گا تو اولادیں برائیوں سے اپنے آپ کو بچائیں گی۔ ہمارے اپنے اندر کا مومن جاگے گا تو زمانے کی اصلاح کا دعویٰ دل کی بے چین آواز بن کر دنیا پر ظاہر ہوگا۔ ورنہ برائیوں سے روکنا بے معنی اور بے مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ برائیوں سے روکنے اور نیکیوں کی تلقین کرنے کی ذمہ داری اُمّت کے ہر فرد کی لگائی ہے۔ گویا ہم نے صرف اپنے لئے جنت کے حصول کی کوشش نہیں کرنی بلکہ دنیا کو جنت کے راستے دکھانے ہیں۔ پس آج اگر اس سوچ کو ہر احمدی عورت اپنے دل میں راسخ اور قائم کرلے، ہر احمدی مرد اپنے دل میں راسخ اور قائم کرلے تو نہ صرف آپ اپنی جنت کی خوشخبری پانے والے ہوں گے بلکہ ایک انقلاب دنیا میں پیدا کرنے والے بن جائیں گے اور آپ عورتیں خاص طور پر انقلاب پیدا کرنے کی حصہ دار بن جائیں گی۔ اس انقلاب کے ذریعے دنیا کو حقیقی جنت کے راستے دکھانے والی بن جائیں گی۔ احمدی ماؤں کی گودوں سے پلنے والے بچے آزاد معاشرے کی برائیوں کو روکنے والے بن کر اور نیکیوں کے راستے دکھانے والے بن کر دنیا میں اس حقیقی جنت کے رہبر بن جائیں گے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا سے حاصل ہوتی ہے۔ پس کتنی بڑی آپ کی ذمہ داری ہے۔ جنت آپ کے قدموں میں یونہی نہیں رکھ دی گئی۔ ان راستوں پر چلنے کی اعلیٰ مثالوں کی وجہ سے آپ کو یہ اعزاز ملا ہے جو جنت کی طرف لے جانے والے راستے ہیں۔ ماں بچے کو جنت کی طرف بھی لے جانے والی ہے اور جہنم کی طرف بھی۔ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنت نہیں ہے بلکہ جنت مومنہ ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔

غیر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہوگی کہ دنیا و آخرت کی جنت کی طرف لے جانے کا مقام عورت کو دیا گیا ہے لیکن اس عورت کو جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتی ہے۔ اس عورت کو دیا گیا ہے جو نیکیوں میں بڑھنے اور برائیوں سے روکنے کی جہاں کوشش اور تلقین کرنے والی ہے وہاں عبادات میں بھی طاق ہے۔ اس کے لئے بھی کوشش کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنت میں بسنے والوں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ قیام نماز کرتے ہیں۔ عموماً ہمارے ہاں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ قیام نماز مردوں کا کام ہے اور قیام نماز کا مطلب ہے مسجد میں جا کر نماز پڑھو۔ ٹھیک ہے یہ مطلب بالکل صحیح ہے۔ لیکن صرف اتنا مطلب نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ نماز کو کھڑا کرو۔ نماز بار بار گرتی ہے تم بار بار کوشش کر کے اس کو کھڑا کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 29۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

نماز کس طرح گرتی ہے اور اس کو کس طرح کھڑا کرنا ہے؟ نماز پڑھتے ہوئے جب توجہ نماز کی طرف نہیں تو یہ گری ہوئی نماز ہے۔ یہ وہ مقصد حاصل نہیں کر رہی جو عبادت کرنے کا مقصد ہے۔

ایک عورت پڑھ تو نماز رہی ہو اور سوچیں اس طرف ہوں کہ آج میں نے فلاں کی شادی یا فلاں کی دعوت پر جانا ہے تو کون سا جوڑا پہنوں گی؟ زیور تو میرا ایسا ہونا چاہیے جو سب کی توجہ کھینچ لے یا فلاں عورت نے فلاں وقت میں مجھے یہ کہا تھا تو کب موقع ملے تو مَیں اسے جواب دوں۔ کس طرح فلاں کو نیچا دکھاؤں۔ کس طرح فلاں کام کروں۔ ساس بہو ہیں تو آپس کے مسئلے دماغ میں آتے رہتے ہیں۔ یا کوئی بھی دنیاوی خیالات آئیں جو نمازوں کی طرف سے توجہ ہٹا رہے ہوں تو یہ نماز کا گرنا ہے۔ اور نماز کو قائم کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔ نماز میں نماز کے الفاظ پر غور کرتے ہوئے ان کی ادائیگی ہونی چاہیے۔ الفاظ بار بار بھی دہرائے جاسکتے ہیں۔ رکوع و سجود میں اپنی زبان میں اپنے مسائل کے لئے دعا کریں۔ جماعت کے لئے دعا کریں۔ جب خیالات بھٹکنے لگیں تو شیطان سے پناہ مانگیں۔ استغفار کریں۔ نماز کے دوران اللہ سے مدد مانگی جائے کہ میں نماز کا حق ادا کروں۔ تو یہ نماز کو کھڑا کرنا ہے۔ یہ نماز کا قیام ہے۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر مومن مرد، ہر مومن عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ پر عمل کرنے والا ہو۔ یہ قیامِ نماز جو خالصۃً اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہوتا ہے پھر بہت سی چھوٹی چھوٹی باتوں سے انسان کو بچا کر رکھتا ہے جو دلوں میں بدظنیاں پیدا کرتی ہیں اور آپس کے تعلقات کو خراب کر رہی ہوتی ہیں۔

پھر قیامِ نماز وقت پر نماز کی ادائیگی بھی ہے۔ جب مائیں اپنے گھروں کو ایک خاص اہتمام سے نمازوں سے سجائیں گی تو اولاد پر یقیناً اثر ہوگا۔ ان کو نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔ جہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہوتا ہے وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ڈیڑھ دو سال کے بچے بھی اپنے معصومانہ انداز میں نماز پڑھتے ہیں، سجدے کرتے ہیں، اپنی توتلی زبان میں اَللّٰہُ اَکبر کہتے ہیں۔ لڑکی ہے تو چھوٹا سا دوپٹہ لے کر جائے نماز پر جا کر کھڑی ہوجاتی ہے۔ لڑکا ہے تو ٹوپی سر پر رکھ کر جائے نماز پر کھڑا ہوجاتا ہے۔ اس کو پتہ ہی نہیں کہ نماز کیا ہے لیکن اپنے ماں باپ کے عمل دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اس کو غیر محسوس طریقے پر ایک عادت پڑ رہی ہوتی ہے۔ تو پھر یہ عمل نسلوں میں بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑتا چلا جاتا ہے۔ جس گھر میں عورتیں پانچ وقت نماز کا اہتمام کر رہی ہوں، مرد تو بعض نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے ہیں، چھوٹے بچوں کی تربیت کے لئے تو عورتیں ہی ہیں۔ وہ گھر میں پانچ وقت نمازیں ادا کر رہی ہوں تو وہ گھر کبھی خدا تعالیٰ کی مدد سے محروم نہیں ہوتے اور بچوں کی تربیت بھی غیر محسوس طریقے پر ہو رہی ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور مرد دونوں پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ فجر کی نماز کے لئے بھی ایک دوسرے کو جگاؤ۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب قیام اللیل حدیث 1308) نہ مرد صرف اپنی نماز ادا کر کے بری الذّمہ ہوجاتا ہے اور نہ ہی عورت اپنی نماز ادا کر کے بری الذّمہ ہوجاتی ہے۔ بلکہ دونوں کے فرائض میں ہے کہ ایک دوسرے کی نماز کے قیام کی بھی کوشش کریں اور بچوں کی نمازوں کی حفاظت کی طرف بھی توجہ دیں۔ ان کی نمازیں بھی قائم کرنے کی کوشش کریں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے حقیقی جنت کے وارث بنیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن مرد اور مومن

عورتوں کی نشانی، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی تلاش میں ہیں، یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ عورتوں پر ان کے زیور پر، اگر زیور زکوٰۃ کی شرح کے اندر آتا ہو تو اُس پر زکوٰۃ ہے۔ پس اس بات کا خیال رکھنا بھی ہر اس عورت کا فرض ہے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں لا کر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا اظہار کرتی ہے۔ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ میرے اندر اس بیعت میں آ کر ایک انقلاب پیدا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بہت سی ایسی نوجوان بھی اور بڑی عمر کی بھی عورتیں ہیں جن کو اپنے زیوروں سے کوئی رغبت نہیں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انہیں خرچ کرتی ہیں بلکہ بعض دفعہ اپنا سب کچھ ہی دے دیتی ہیں۔ ابھی چند دن پہلے اس دورے کے دوران ہی ایک نوجوان جوڑا مجھے ملا، جن کی ابھی شادی ہوئی ہے، جو اپنا زیور اٹھائے ہوئے تھے اور لڑکی نے یہ کہا کہ ہم اس کو کسی فنڈ میں دینا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا بھی کہ اپنے لئے بھی کچھ رکھ لو۔ بعد میں یہ خیال نہ آئے کہ کچھ رکھ لیتے۔ لیکن وہ بچی رونے لگ گئی کہ میں نے بڑا سوچ کر یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ سب کچھ مَیں دینا چاہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اَور دے دے گا۔ یہ زیور جو ہے یہ میں نے جماعت کو ہی دینا ہے۔ یہی مَیں عہد کر کے آئی ہوں۔ اس طرح کے اور بہت سارے واقعات سامنے آتے ہیں۔ تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش اور اپنے لئے جنت میں مکان بنانے والی عورتیں۔ اس دنیا میں نیک اعمال، عبادات اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے اپنے لئے مکان تعمیر کر رہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر رہی ہیں۔

اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ کی جنتوں میں رہنے کی خواہش کرنے والوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے اعمال پر وہ خوش ہو کر بیٹھ نہیں جاتے۔ نہ ان کو اپنی نیکیوں کا کوئی زُعم ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نے نیکی کر دی۔ ہمارے عمل اچھے ہو گئے۔ ہم بہت خوش ہو گئے ہمیں جنت مل گئی۔ نہ برائیوں سے بچنے پر کوئی فخر ہوتا ہے۔ نہ اپنی عبادات اور نمازوں پر نازاں ہوتے ہیں۔ نہ مالی قربانی میں اپنا سب کچھ پیش کر کے اس بات پر تسلی پکڑ لیتے ہیں کہ ہم نے بڑی قربانی دے دی۔ اب تو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن گئے۔ ان تمام نیکیوں کے باوجود وہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ ہم ہر وقت یُطِیۡعُوۡنَ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں میں شامل رہیں۔ اور آج جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا فضل فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو اب ہم اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کا حق اسی صورت میں ادا کر سکیں گی اور کر سکیں گے جب اپنے عہدِ بیعت کو نبھائیں گے۔ اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت احمدیہ سے وفا کا تعلق رکھیں گے۔ اور جب ہمارے عمل اور ہماری کوشش اور ہماری دعا کے دھارے اِس سمت میں چل رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تم پر رحم کروں گا۔ میری رحمت وسیع تر ہے۔ تمہاری توقعات سے بڑھ کر میری رحمت کے تم نظارے دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رضا کے حصول کو تم نے سب سے مقدّم رکھا ہے۔ یہ تمام اعمال اور عبادتیں تم نے میری رضا کے حصول کے لئے کی ہیں تو مَیں تمہیں اُن جنتوں کا وارث بناؤں گا جن کی جزا کا احاطہ بھی تمہاری سوچ سے باہر ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی، مَردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی اور ہماری نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے دنیاوی اور اُخروی ہر قسم کی جنتوں سے فیضیاب فرمائے اور ہم ہر نیکی کے کام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنے والے ہوں۔ (آمین)

اب دعا کر لیں۔

☆...☆...☆

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں از صفحہ نمبر 14

گئے تھے۔ اس طرح مختلف اوقات میں پندرہ صد (1500) سے زائد لوگوں نے اس نمائش سے فائدہ اٹھایا۔

گزشتہ سالوں کی طرح دورانِ سال بھی جامعہ احمدیہ کی طرف سے یہ نمائش مختلف اہم جماعتی مواقع پر احباب جماعت کو دکھانے کا انتظام رہے گا تا کہ دور دراز رہنے والے احباب جماعت بھی اس نمائش سے بھرپور فائدہ اُٹھا سکیں۔

تیاری نمائش

جامعہ احمدیہ کے تعلیمی سال 2016ء۔ 2017ء کے آغاز میں نمائش کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس نے تفصیل کے ساتھ منصوبہ بندی کی۔ اساتذہ و طلباء جامعہ احمدیہ نے اپنے معمول کی تدریسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ اس نمائش کو کامیاب بنانے کے لئے بڑی محنت سے دن رات کام کیا جو کئی ہفتوں پر محیط ہے اور نمائش کمیٹی نے متعدد میٹنگز کر کے نمائش سے متعلقہ جملہ امور کی نگرانی کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس نمائش کی مناسبت سے ایک جاذبِ نظر لوگو (logo) تیار کرنے کا طلبہ جامعہ احمدیہ کے مابین مقابلہ بھی کروایا گیا جس میں متعدد طلبہ نے اپنے ہنر کے جوہر دکھائے اور بالآخر عزیزم مستجاب قاسم متعلم درجہ ثانیہ کا تیار کردہ لوگو سرِ فہرست رہا۔ چنانچہ اسی لوگو کو نمائش میں استعمال کیا گیا۔

اس نمائش میں زائرین کا خلافت کے ساتھ محبت اور اطاعت کا جذبہ پروان چڑھانے کیلئے خلیفۂ وقت کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط تحریر کرنے کی سہولت میسّر تھی جس میں زائرین نے بہت دلچسپی لی اور اس سہولت سے بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے پیارے حضور کی خدمت میں کثرت سے خطوط تحریر کئے۔

ایک ڈیسک خطاطی کے لئے مخصوص تھا جہاں بچوں اور بڑوں نے اپنے نام عربی رسم الخط میں لکھوائے۔ اسی طرح اس نمائش میں بچوں کی دلچسپی بڑھانے کے لیے کوئز کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ چنانچہ مختلف عمر کے بچوں کے لیے مختلف سوالات تیار کیے گئے تھے جو بچوں کو نمائش کے آغاز میں ہی دے دیے جاتے اور نمائش کے اختتام پر طلبہ جامعہ کا ایک پینل جوابات دیکھتا اور جوابات درست ہونے پر چاکلیٹ بطور انعام دیا جاتا۔

اس نمائش کے لیے مختلف سائز کے کل 23 بینرز تیار کیے گئے تھے۔

خلفائے سلسلہ کے ذاتی حالاتِ زندگی

نمائش کا پہلا بینر جو 25 فٹ لمبا تھا، اس کے آغاز میں نمائش خلافتِ احمدیہ کا لوگو (logo)، پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بڑی تصویر جس کے بعد خلافت احمدیہ کے متعلق چند پیشگوئیاں تھیں۔ اس کے بعد پانچوں خلفاء سلسلہ احمدیہ کی خوبصورت تصاویر کے ساتھ ان کے ذاتی حالاتِ زندگی پیش کیے گئے تھے۔

خلافتِ احمدیہ کے بابرکت دور میں جماعتی ترقیات کی ٹائم لائن

اس کے بعد شروع ہونے والے باقی بڑے بینرز میں خلافتِ احمدیہ کے بابرکت دَور میں ہونے والی اسلام احمدیت کی ترقیات کو ٹائم لائن کی صورت میں دکھایا گیا تھا۔ ہر اہم واقعہ کو واقعاتی ترتیب کے ساتھ نسبتاً تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ تاریخی تصاویر کو بھی حتی المقدور تاریخی ترتیب میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس طرح 27 رمئی 1908ء سے لے کر مارچ 2017ء تک احمدیت کی تاریخ کو دلکش اور آسان صورت میں پیش کرنے کی کوشش گئی۔

متفرّق چھوٹے بینرز

ان بڑے بینرز کے علاوہ بعض چھوٹے بینرز میں بعض متفرق اہم معلومات دی گئی تھیں مثلاً خلفائے سلسلہ کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد دیئے جانے والے تاریخی خطابات کے اقتباسات، خلفائے احمدیت کے مختلف ممالک کے دورہ جات، شہدائے احمدیت کی قربانیاں، ایم ٹی اے کی برکات، 1984ء کی ہجرت کے بعد ہونے والی جماعتی ترقیات، نصرت جہاں سکیم کی کامیابیاں، دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جامعات کا تعارف اور خلفائے سلسلہ کی جوانی اور بچپن کے یادگار لمحات کی تصاویر شاملِ نمائش تھیں۔

☆...☆...☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ : تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک : پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ 18

زندہ رہے مگر عربی تفسیر پیش نہ کر سکے۔ حالانکہ زندگی میں یہاں تک دعویٰ بھی کرتے رہے کہ: ’’میرے خیال تفسیر نویسی پر، میرے قلب پر معانی و مضامین کی اس قدر بارش ہوگئی ہے جسے ضبطِ تحریر میں لانے کے لئے ایک عمر درکار ہوگی اور کوئی دوسرا کام نہ ہو سکے گا۔‘‘

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی عربی تفسیر سورۃ الفاتحہ کو ’’اعجاز المسیح‘‘ کے نام سے چھپے ہوئے ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کے بالمقابل آج تک بھی کوئی عربی تفسیر نہ چھپ سکی۔ یاد رہے کہ صرف عربی تفسیر کا ذکر نہیں کیا جا رہا۔ **بلکہ آپؑ کے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے** کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

’اعجاز المسیح‘ کے معنی ہیں مسیح کا معجزہ۔ سورۃ الفاتحہ کی یہ تفسیر فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے جو 20 فروری 1901ء کو مکمل ہوئی اور 23 فروری 1901ء کو چھپ کر آ گئی۔ اس کتاب کے بارہ میں مؤلف کتاب اس تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’جب میں نے اس کتاب کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے علماء کے لئے معجزہ بنائے اور کوئی ادیب اس کی نظیر لانے پر قادر نہ ہو اور ان کو لکھنے کی توفیق نہ ملے۔ تو میری یہ دعا اس رات قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی اور فرمایا: مَنَعَهٗ مَانِعٌ مِّنَ السَّمَآءِ کہ آسمان سے ہم اسے روک دیں گے۔ اور میں سمجھ گیا کہ اس میں اشارہ ہے کہ دشمن اس کی مثل اور ہم صفت لانے پر قادر نہیں ہوں گے۔ اور خدائے منان کی طرف سے یہ بشارت رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ملی۔‘‘

حضرت اقدس علیہ السلام کو اس تفسیر سورۃ الفاتحہ کے لاجواب اور بے نظیر ہونے پر اس قدر یقین تھا کہ آپ نے اس کتاب کے سرورق پر ہی یہ پیشگوئی تحریر فرما دی:

فَاِنَّهٗ كِتَابٌ لَيْسَ لَهٗ جَوَابٌ وَ مَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَتَنَمَّرَ فَسَوْفَ يَرٰى اَنَّهٗ تَنَدَّمَ وَ تَذَمَّرَ ۔

کہ جو شخص بھی غصہ میں آ کر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے کھڑا ہو گا تو وہ نادم ہوگا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا۔

اس دعوتِ مقابلہ کو قبول کرتے ہوئے مولوی محمد حسن فیضی ساکن بھیں ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعیمیہ شاہی مسجد لاہور نے شائع کیا کہ وہ ’’اعجاز المسیح‘‘ کا جواب لکھے گا۔ چنانچہ اس نے ’’اعجاز المسیح‘‘ اور حضرت سید محمد احسن امروہی صاحب کی کتاب ’’شمسِ بازغہ‘‘ پر نوٹ اور اعتراضات لکھنے شروع کئے جہاں وہ لکھتے لکھتے ایک جگہ یہ لکھ گیا: لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ۔ اور اس کے بعد صرف ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی خدا تعالیٰ کی تقدیرِ خاص کے تحت وہ ناکام و نامراد ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

...❁...❁...❁...

اھلاً وسھلاً ومرحبا

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ 2017ء

جمعۃ المبارک 28 جولائی تا اتوار 30 جولائی

بمقام حدیقۃ المہدی (اوک لینڈز فارم) گرین سٹریٹ، ایسٹ ورلڈھم، آلٹن، ہمپشائر GU34 3AU منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز

دفتر معلومات جلسہ سالانہ، اہم ٹیلیفون اور فیکس نمبرز

مسجد بیت الفتوح۔ 181 لندن روڈ۔ مورڈن۔ سرے ایس ایم 4 5 پی ٹی

Baitul Futuh, 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5 PT

Tel: +44 (0) 2086877814, +44 (0) 2086877813

Fax: +44 (0) 2086877899, +44 (0) 2086877880

Email: ajs@ahmadiyya.org.uk Web:www.jalsasalana.org.uk

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

پیرمہرعلی شاہ صاحب گولڑوی کی مقابلہ تفسیرنویسی میں تاحیات ناکامی

رسالہ انصارالدین ستمبر و اکتوبر اور نومبر و دسمبر 2012ء میں مکرم مظفر احمد درّانی صاحب کے قلم سے پیرمہرعلی شاہ صاحب گولڑوی کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ پرتفسیرنویسی میں ناکامی کے بارہ میں تفصیل سے حقائق درج کئے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جب ماموریت کا دعویٰ فرمایا تو ہرطرف سے مخالفت کا بازار گرم ہوا۔ اگرچہ آپؑ نے کامیاب مناظروں کے ذریعہ حق وصداقت کا بول بالا کیا لیکن آپؑ کے مخالفین نے آپؑ کی کامیابیوں اور دلائل کے غلبہ کو دیکھتے ہوئے اشتعال انگیزی کے ذریعہ مباحثوں میں دنگا وفساد شروع کردیا۔ اس پر قیامِ امن اور بعض قانونی تقاضوں کے پیش نظر 1896ء میں حضورؑ نے اپنی کتاب ''انجامِ آتھم'' میں یہ اعلان فرمایا کہ آئندہ آپ مباحثوں میں حصہ نہیں لیں گے اور مخالف علماء کے ساتھ حق و صداقت میں فیصلہ کے لئے مباہلہ کا طریق پیش فرمایا۔ چنانچہ آپ نے جن علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کی طرف بلایا ان میں گولڑہ ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور پیر مہرعلی شاہ صاحب بھی تھے جو صوفیاء کے چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر پیر صاحب نے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے 20 جولائی 1900ء کو اُن کی طرف منسوب کتاب ''شمس الھدایہ'' کے حوالہ سے، جس میں اُن کا یہ دعویٰ درج ہے کہ انہیں قرآن کی سمجھ وعلم عطا کیا گیا ہے، انہیں قرآن کریم کی کسی ایک سورۃ کی عربی زبان میں تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا۔ نیز فرمایا کہ اگر تین اہل علم حلفاً فیصلہ سنادیں کہ پیر صاحب کی تفسیر اور عربی نویسی تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہے اور مجھ سے یہ کام نہ ہوسکا یا مجھ سے ہوسکا اور انہوں نے بھی میرے مقابلہ پر ایسے ہی کر دکھایا تو مَیں اقرار کروں گا کہ حق پیر مہرعلی شاہ کے ساتھ ہے۔ اور اپنی تمام کتابیں جو اس دعویٰ کے متعلق ہیں جلادوں گا اور اپنے تئیں مخذول ومردود سمجھوں گا۔ لیکن اگر میرے خدا نے اس معاملہ میں مجھے غالب کردیا تو وہ توبہ کرکے مجھ سے بیعت کریں۔

حضرت مرزا صاحب کا یہ اشتہار پڑھ کر پیر صاحب کو اپنی علمی حیثیت کا خوب احساس ہوا۔ اب نہ تو مقابلہ تفسیرنویسی میں میدان میں آنے کی ہمت تھی اور نہ مریدوں کے خوف سے اس کا انکار کرسکتے تھے۔ اس لئے پیرصاحب نے 25رجولائی 1900ء کو ایک اشتہار میں یہ تجویز دی کہ پہلے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ مسیحیت پر بحث ہو۔ جس کی منصفی اور ثالثی مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے دیگر دو مولویوں کے ساتھ کریں۔ اگر وہ اپنا فیصلہ پیر صاحب کے حق میں دیں تو مرزا صاحب کو پیر صاحب کی بیعت کرنا ہوگی اور پھر اس کے بعد مقابلہ تفسیرنویسی کی بات ہوگی۔

گویا پیر صاحب نے اپنے اشتہار کے ذریعہ مقابلہ تفسیرنویسی سے انکار وفرار کی ایک راہ نکال لی۔ حضورؑ نے اُن کی اس چال پر اُن کا خوب محاسبہ کیا اور واضح فرمایا کہ ''مَیں اپنی کتاب انجام آتھم میں مولویوں کی سخت دلی کو دیکھ کر تحریری وعدہ کرچکا ہوں کہ آئندہ ہم ان کے ساتھ مباحثات مذکورہ نہیں کریں گے''۔

اس کے بعد 24راگست 1900ء کو پیر صاحب اچانک اپنے مریدوں کے جلو میں لاہور کے لئے روانہ ہوئے، ازخود 25راگست کی تاریخ مقابلہ کے لئے مقرر کردی اور گھر سے چلتے وقت یہ چالاکی کی کہ حضورؑ کو تار دی اور کہا کہ وعدے کے مطابق بادشاہی مسجد میں آجاؤ۔ پھر دورانِ سفر لالہ موسیٰ ریلوے اسٹیشن پہنچ کر اسی مضمون کا تار قادیان دوبارہ ارسال کیا۔

دراصل یہ صرف دکھاوے کی یکطرفہ کارروائی تھی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ جب نہ عنوان مقرر کیا، نہ تاریخ طے کی اور نہ جگہ کا فیصلہ ہوا کہ حضورؑ وہاں پہنچ جاتے۔

چنانچہ پیر صاحب جب اچانک لاہور وارد ہوئے تو جماعت احمدیہ لاہور کے مخلصین نے معاملات کو طے کرنے کے لئے پوری کوشش کی مگر پیر مہرعلی شاہ صاحب کسی بات کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ مثلاً لاہور کے احمدیوں نے نہایت ادب سے ایک دستی خط لکھ کر پیر صاحب کو مقابلہ تفسیرنویسی پر آمادہ ہونے کی تحریک کی۔ یہ خط شہر کے چار غیر از جماعت معززین لے کر اُن کی قیامگاہ پر پہنچے۔ لیکن پیر صاحب کے مریدوں نے اس معزز وفد کو ملاقات کے لئے اندر جانے سے بھی روک دیا اور یہ کہہ کر اس وفد کو باہر سے ہی واپس کردیا گیا کہ پیر صاحب اس خط کا کوئی جواب نہیں دیتے۔

اس پر اگلے دن یعنی 26راگست 1900ء کو حکیم فضل الٰہی صاحب اور میاں معراج الدین صاحب نے پیر صاحب کے نام ایک رجسٹری خط میں یہ درخواست کی کہ وہ اپنے دستخطوں سے ایسی تحریر شائع فرمادیں کہ انہیں حضورؑ کی طرف سے 20 جولائی 1900ء کو دی گئی دعوتِ تفسیرنویسی بلاکم وکاست منظور ہے۔ لیکن افسوس کہ جناب پیر صاحب نے وہ رجسٹری خط لینے سے بھی انکار کردیا۔ بلکہ پیر صاحب نے اپنے مریدوں کو یہی تلقین کی کہ احمدیوں کے ساتھ گفتگو سے بھی پرہیز کریں۔

پھر اچانک پیر صاحب اپنا دورہ نہایت مختصر کرتے ہوئے بغیر کسی تصفیہ اور مقابلہ تفسیرنویسی پر آمادگی کے 29راگست 1900ء کو واپس گولڑہ تشریف لے گئے۔

پیر صاحب جب مقابلہ تفسیرنویسی پر آمادہ نہ ہوئے تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے 15 دسمبر 1900ء کو اپنی کتاب اربعین نمبر 4 میں پیر صاحب کو یہ چیلنج دیا کہ آج سے 70 دن کے اندر اندر یعنی 25 فروری 1901ء تک فصیح وبلیغ عربی زبان میں گھر بیٹھے بیٹھے ہی سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھیں اور اس سلسلہ میں عرب وعجم کے علماء سے مدد بھی لے لیں۔ مَیں بھی ایسی ہی تفسیر لکھوں گا۔ پھر دیکھیں گے کہ خدا اور حق کس کے ساتھ ہے۔

اس اعلان ودعوت کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے تو معینہ مدت کے اندر 23 فروری 1901ء کو عربی زبان میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھ کر ''اعجاز المسیح'' کے نام سے شائع کروادی لیکن پیر صاحب کو ساری زندگی اس کی توفیق نہ ملی۔ اُن کا دعویٰ تو یہ تھا کہ میرا قلم بغیر ہاتھ لگائے خودبخود لکھے گا مگر اس کے بعد 37 سال کی عمر پانے کے باوجود کسی بھی طریقہ سے سورۃ الفاتحہ کی عربی تفسیر نہ لکھ سکے۔ حالانکہ عرب وعجم کے جن وانس سے مدد کی انہیں اجازت اور اختیار دیا گیا تھا۔ اور خواہ کسی ساتھی سے ہی لکھوالیتے، جیسے آپ نے ''شمس الھدایہ'' مولوی محمد غازی صاحب سے اور ''سیف چشتیائی'' مولوی محمد حسن فیضی صاحب آف بھیں سے لکھوائیں، لیکن انہیں اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمّت نہ ہوئی۔

بہرحال ان حالات میں جب کہ پیر صاحب کسی بھی طرح مباہلہ یا مقابلہ تفسیرنویسی کے لئے تیار نہیں تھے۔ صرف زبانی بحث ومباحثہ کا ہی ذکر کرتے تھے تاکہ اگر حضرت مرزا صاحب آمادہ ہوجائیں تو کہہ سکیں کہ دیکھو وعدہ اور اعلان کرنے کے باوجود کہ 'آئندہ مناظروں اور مباحثوں میں شامل نہیں ہوں' اب خلافِ وعدہ پھر شامل ہورہے ہیں، اور اگر شامل نہ ہوں تو فتح کا نقارہ بجائیں۔

چونکہ اس سے عوام الناس یہ خیال کرسکتے تھے کہ پیر صاحب چونکہ زبانی مباحثہ ومناظرہ پر آمادہ ہیں اس لئے ضرور ان کے پاس کچھ علمی دلائل ہوں گے۔ اس خیال کے ازالہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر صاحب کے لئے ایک تحفہ تیار کیا جس میں قرآن وحدیث سے اپنے دعویٰ کی صداقت کے دلائل دیئے۔ اسے کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ اور پیر صاحب کو ان دلائل کو توڑنے کی بھی دعوت دی اور انعام کا بھی اعلان فرمایا۔ اور کتاب کے سرورق پر ہی آپ نے جلی حروف کے ساتھ کتاب کی تالیف کی غرض لکھ دی کہ:

''یہ رسالہ پیر مہرعلی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں اور ہم خیال لوگوں پر اِتمام حجت کے لئے محض نصیحۃً لِلّٰہ شائع کیا گیا ہے۔ اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہوجائے''۔

174 صفحات پر مشتمل کتاب 'تحفہ گولڑویہ' کی ابتدا میں 32 صفحات کے ضمیمہ میں جھوٹے مدعی الہام کی سزا، مدّتِ مہلت اور حضورؑ نے اپنے اوپر نازل ہونے والے الہامات کا نمونہ جو قبل از وقت شائع کئے گئے اور پورے بھی ہوچکے، کو موضوعِ بحث بنایا ہے۔

پھر اصل کتاب میں مباہلہ اور مقابلہ تفسیرنویسی کی دعوت کا کچھ ذکر کرنے کے بعد آپ نے باقی تمام انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰؑ کے طبعی طور پر فوت ہوجانے کا ذکر کیا ہے جس کے لئے قرآن وحدیث اور تاریخ و بائبل کو گواہ بنایا ہے۔

☆ دوسرے مرحلہ میں آپ نے نصوصِ قرآنیہ و حدیثیہ اور دیگر قرائن سے ثابت کیا ہے کہ مسیح موعود اس اُمّت کے ایک فرد کے طور پر اسی امّت سے ظاہر ہوگا۔

☆ تیسرے مرحلہ میں آپ نے یہ دلائل دیئے ہیں کہ یہ زمانہ اور یہ وقت ہی مسیح موعود کی آمد کا وقت ہے۔

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا

☆ چوتھے مرحلہ کے طور پر آپ نے ان شہادات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔

☆ خاتمۂ کتاب میں آپ نے تین قسم کی مخلوق کا ذکر کیا ہے یعنی مسیح الدجال، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض جن کے خروج کے ساتھ ہی ان کے مقابلے کے لئے مسیح موعود کی آمد بھی وابستہ تھی۔ آپؑ نے دانیال نبی کی کتاب اور یسعیاہ نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کے بارہ میں پیشگوئیوں کو بھی نقل فرمایا ہے۔

☆ کتاب کا آخری حصہ 'ضمیمہ تحفہ گولڑویہ' پر مشتمل ہے جس میں آپ نے دوبارہ حضرت عیسیٰؑ کی طبعی وفات کے دلائل دیئے ہیں اور یہ بھی سچی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ آپ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہود کو حضرت مسیح کی آمد کا سخت انتظار تھا مگر جب وہ ان کی ظاہری علامات پر پورا نہ اترا تو اسے قبول کرنے سے محروم اور بے نصیب رہے۔

کتاب کو ختم کرنے سے قبل آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کو بیان کیا ہے کہ جب مخالف اُس کے نبیوں اور ماموروں کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو اُن کو ان کے ہاتھ سے اس طرح بھی بچالیتا ہے کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو ہلاک کردیا حالانکہ موت تک اُس کی نوبت نہیں پہنچتی۔

پھر حضورؑ نے حضرت مسیحؑ کے علاوہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ، حضرت اسماعیلؑ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی آسمان پر نہیں گیا بلکہ مصیبت میں فرشتے اُن کی مدد کو آئے۔

اس کے بعد جب بار بار کی دعوت کے باوجود بھی پیر مہرعلی شاہ صاحب تفسیر کے مقابلہ پر آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تائید ونصرت یوں فرمائی کہ آپ نے ایک مدّت مقرّر کرکے سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھنے کا چیلنج شائع کروایا اور یہ بھی فرمایا کہ پیر صاحب اس تفسیر کو لکھنے کے لئے عرب وعجم کے علماء سے مدد لے لیں بلکہ یہ چیلنج تمام علماء کے نام عام کردیا۔ اور پھر اس مدّت کے اندر ہی 23 فروری 1901ء کو حضورؑ نے یہ تفسیر ''اعجاز المسیح'' کے نام سے شائع فرما کر پیر صاحب سمیت بہت سے علماء کو بھجوادی۔ لیکن عرب وعجم کے علماء میں سے کسی ایک کو بھی اس عرصہ میں بالمقابل تفسیر سورۃ الفاتحہ لکھنے کی توفیق نہ ملی جبکہ ان میں پیر مہرعلی شاہ صاحب جیسے عالم بھی موجود تھے جن کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ ان کا قلم تو مرزا صاحب کے مقابلہ میں خودبخود ہی تفسیر لکھے گا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سات سال زندہ رہے، بلکہ پیر صاحب تو تقریباً 37 سال تک

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ کینیڈا کے ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' نومبر و دسمبر 2011ء میں مکرم مظفر منصور صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نیم شبی کی آہ میں، دھیان کی جلوہ گاہ میں
سجدے میں تھی جبیں مری، حالِ دلِ تباہ میں
آپ کی بزمِ ناز میں، مَیں بھی رہوں نیاز میں
عشق رہا ہے جس طرح حُسن کی بارگاہ میں
ایک ہجوم شوق ہے، ہر کوئی آپ پر فِدا
جان لئے ہتھیلی پر مَیں بھی کھڑا ہوں راہ میں
عالی مقام وہ مِرا، ماہ تمام وہ مِرا
ایک ہجوم عجز و ناز میرے بادشاہ میں
نام کہاں ہے بندگی، شرم ہے ساری زندگی
مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن مرے، رکھیو مجھے پناہ میں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

June 30, 2017 – July 06, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 30, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Dars-e-Malfoozat
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 33.
01:20	Humanity First Conference: Rec. Jan. 24, 2015.
02:15	Spanish Service
02:45	Pushto Muzakarah: 'Seerat Hazrat Khalifatul-Masih IV (ra)' in Pushto.
03:25	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Araaf, verses 13-26 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 86, recorded on October 12, 1995.
04:30	Roshan Hoi Baat
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 99.
06:00	Tilawat: Surah Al-Anfaal, verses 1-70.
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 56.
07:00	Jamia Convocation Shahid
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on June 24, 2017.
09:55	Indonesian Service
10:50	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:30	Tilawat [R]
13:45	Seerat-un-Nabi: Life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
14:30	Bangla Shomprochar
15:35	Science Kay Naey Ufaq
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Jamia Convocation Shahid [R]
19:50	Food For Thought
20:20	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday July 01, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	Jamia Convocation Shahid
02:20	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
03:00	Friday Sermon
04:20	Food For Thought
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 147.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 39.
07:00	Jalsa Salana UK Opening Address: Recorded on August 21, 2015.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 66.
09:00	Urdu Question And Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on June 30, 2017.
12:10	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Hajj Aur Us Kay Masa'il: programme about the rituals of Hajj according to the teachings of the Holy Qur'an and the Holy Prophet Muhammad (saw).
15:30	History Of Langar Khana
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Opening Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 156.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday July 02, 2017

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:10	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana UK Opening Address
02:25	Story Time
02:50	Friday Sermon
04:00	Hajj Aur Us Kay Masa'il
04:30	History Of Langar Khana
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 148.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 17-42.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: the writings of the Promised Messiah (as).
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 56.
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class: Recorded on November 30, 2013.
07:55	Faith Matters: Programme no. 156.
09:00	Question And Answer Session With English Speaking guests: Recorded on May 31, 1998.
09:55	Indonesian service
10:55	Friday Sermon: Recorded on June 23, 2017.
12:05	Tilawat [R]
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 30, 2017,
14:10	Shotter Shondhane: Rec. January 26, 2014.
15:15	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:10	Hijrat: basic problems faced after migration.
16:55	Kids Time: Programme no. 46.
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
19:30	Beacon Of Truth: Recorded on October 30, 2016.
20:40	Roots To Branches
21:20	Hijrat [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session With English Speaking guests [R]

Monday July 03, 2017

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:05	Yassarnal Qur'an
01:30	Bustan-e-Waqfe Nau Class
02:25	Roots To Branches
03:00	Friday Sermon
04:15	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 149.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 43-69.
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 39.
06:55	Inauguration of Baitul Ikram Mosque: Recorded on February 20, 2016.
08:00	International Jama'at News
08:35	Hamari Taleem: Based on the book 'Kishte-e-Nuh', written by the Promised Messiah (as).
09:00	French Mulaqat: French speaking friends with Khalifatul-Masih IV (ra) in French and English. Recorded on August 1, 1997.
10:05	Friday Sermon: Recorded on January 27, 2017.
11:05	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 43-69.
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on August 5, 2011.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Rah-e-Huda: Recorded on July 1, 2017.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Inauguration of Baitul Ikram Mosque [R]
19:05	Islami Mahino ka Ta'aruf [R]
19:30	Somali Service
20:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: the life and character of the Promised Messiah (as).
20:25	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday July 04, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:15	Inauguration of Baitul Ikram Mosque
02:20	Kids Time
02:50	Friday Sermon
04:05	Hamari Taleem
04:25	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 150.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 70-93.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 57.
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class: Recorded on November 30, 2013.
08:00	Philosophy Of Teaching of Islam: Book of the Promised Messiah (as).
08:25	Islami Mahino Ka Ta'aruf
09:00	Question And Answer Session with English speaking guests: Recorded on May 31, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on June 30, 2017.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:25	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 156.
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
15:55	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
16:10	Noor-e-Mustafwi (saw): the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
16:30	In His Own Words
17:10	Philosophy Of Teaching of Islam [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
19:15	In His Own Words [R]
19:55	Friday Sermon [R]
21:00	InfoMate
21:35	Noor-e-Mustafwi (saw) [R]
22:00	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session with English speaking guests [R]

Wednesday July 05, 2017

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:25	Bustan-e-Waqfe Nau Class
02:25	Story Time
02:45	In His Own Words
03:30	InfoMate
04:00	Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:30	Philosophy Of Teaching of Islam
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 151.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah verses 94-118.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: the writings of the Promised Messiah (as) about the existence of God Almighty.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 39.
07:00	Jalsa Salana UK Speech To Ladies: Recorded on August 22, 2015.
07:40	Manasik-e-Hajj: the phenomena of Hajj and how pilgrimage is performed.
08:15	In His Own Words
08:50	Question And Answer Session with Urdu speaking guests: Recorded on May 27, 1993.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on June 30, 2017.
12:05	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 27, 2011.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:45	Kids Time: Programme no. 46.
16:30	Faith Matters: Programme no. 155.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Jalsa Salana UK Speech To Ladies [R]
19:30	Horizons d'Islam
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:25	Manasik-e-Hajj [R]
22:00	Friday Sermon: Recorded on May 27, 2011.
23:10	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on July 1, 2017.

Thursday July 06, 2017

00:15	World News
00:35	Tilawat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK Speech To Ladies
02:30	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
03:00	History Of Cordoba
03:25	In His Own Words
04:00	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 152.
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 57.
07:05	Peace Symposium: Recorded on March 19, 2016.
08:10	In His Own Words
09:00	Tarjamatul Qur'an Class
10:05	Indonesian Service
11:10	Japanese Service
11:30	Aaina
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon Of Truth: Recorded on October 23, 2016.
14:00	Friday Sermon: Recorded on June 30, 2017.
15:05	Aaina [R]
15:40	The Significance Of Flags
15:55	Persian Service
16:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:40	World News
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:10	Aaina [R]
20:45	Lajna Magazine
21:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:35	Pakistan in Perspective
23:10	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 Friday 30 June 2017 Issue No. 26

جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ کے 53ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

علمی و تربیتی موضوعات پر تقاریر۔ تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء وطالبات میں تقسیم اسناد۔ نماز تہجد، درس قرآن وحدیث۔ روح پرور ماحول۔

(رپورٹ: منصور احمد زاہد۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت ساؤتھ افریقہ)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ کو اپنا 53واں جلسہ سالانہ مورخہ 14، 15 اور 16 اپریل 2017ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

امسال جلسہ کا مرکزی موضوع ''اکیسویں صدی میں مذہب کا کردار'' تھا۔ اس سال کے جلسہ کو گزشتہ سالوں کے جلسوں سے کئی منفرد خصوصیات حاصل تھیں۔

پہلے جلسوں میں رہائش کا انتظام نہیں ہوتا تھا صرف ہال میسّر ہوتا تھا جس میں صرف دو اجلاس ہو سکتے تھے۔ گزشتہ سال سے ہمیں کیپ ٹاؤن سے باہر مشن ہاؤس سے 26 کلومیٹر کے فاصلہ پر گورنمنٹ کا ایک ادارہ ملا ہے جو کہ Tokai کے علاقہ میں ہے اور کریسیلا اکیڈمی کے نام سے ہے جہاں پر جلسہ کے لئے بڑا ہال، کھانے کے انتظامات کے لئے علیحدہ ہال، مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ رہائشگاہیں موجود ہیں۔

پچھلے سال جلسہ کے موقع پر صرف مردوں کو رہائش ملی تھی مگر اس دفعہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے علیحدہ صاف ستھری رہائشگاہیں میسّر نہیں۔ جس کی وجہ سے امسال نماز مغرب وعشاء کے بعد ایک اور اجلاس کا اضافہ کیا گیا جس میں نئے احمدیوں نے اپنے احمدیت کی طرف سفر کا ذکر کیا اور ایمان افروز واقعات سنائے۔ ان میں قابل ذکر مکرم محمد مَسُومنپا صاحب مقامی افریقن احمدی ہیں جنہوں نے اپنی خواب کا ذکر کیا اور جب ان کا تعارف جماعت سے ہوا اور انہیں کیپ ٹاؤن میں جماعت کی مسجد میں بلایا گیا اور انہوں نے مسجد دیکھی اور اندر داخل ہوئے تو انہوں نے برملا اظہار کیا کہ خواب میں یہی مسجد تھی جہاں مَیں نے اپنے آپ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

ایک اور احمدی دوست نے بتایا کہ پاکستان میں وہ بچپن سے احمدیوں کے دوست تھے مگر والدین احمدی بچوں کے ساتھ ملنے سے ڈانٹتے تھے اور سختی کرتے تھے مگر مجھے احمدیت سے لگاؤ تھا یہاں ساؤتھ افریقہ آ کر جماعت سے رابطہ ہوا اور دیرینہ خواہش پوری ہوئی اور بیعت کرلی۔ الحمدللہ۔

یہ جلسہ تین دن ہوا یعنی جمعہ، ہفتہ، اتور۔ اس سے پہلے سالانہ جلسے صرف دو دن کے لئے ہوتے تھے۔ اس سال جلسہ میں اتوار کے دن صبح کا اجلاس کیا۔ پہلے جلسوں میں معزز مہمانوں کے لئے صرف ایک اجلاس میں وقت رکھا جاتا تھا امسال ہر چند کہ جلسہ کے دن ایسٹر کے تہوار کے دن تھے پھر بھی دس سے زائد مہمانوں نے تقریر کرنی تھی یا اپنے تہنیتی پیغام پیش کرنے تھے جس کی وجہ سے ہفتہ اور اتوار کی صبح کے اجلاس میں مہمانوں کو موقع دیا گیا۔

تأثرات شاملین جلسہ

ایک مہمان جو کہ حکومتی پارٹی ANC کے تحت مذہبی تنظیموں کی ممبر ہیں نے جلسہ میں موجود حاضرین کو دیکھ کر کہا کہ یہ صرف کانفرنس نہیں بلکہ یہ تو انٹرنیشنل کانفرنس ہے کیونکہ وہ یہاں مختلف رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے لوگ دیکھ رہی ہیں۔ ہمارے جلسہ میں بیرونی ممالک یوکے اور ماریشس کے وفود کے علاوہ ساؤتھ افریقہ میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ غانا، نائیجیریا، سوازی لینڈ، کونگو، تنزانیہ، بینن وغیرہ کے احمدی بھی شامل ہوئے۔

مسجد کے علاقہ کے کونسلر نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس جلسہ پر آنے سے پہلے جب مَیں نے ایک اپنے عیسائی دوست سے ذکر کیا کہ وہ احمدیوں کے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے جا رہا ہے تو اس دوست سے تنبیہ کی کہ احمدی خطرناک لوگ ہیں وہاں مت جاؤ۔ انہوں نے بتایا کہ ایسا ہی ایک پہلے پروگرام میں شامل ہونے کے لئے انہیں ایک غیر احمدی مسلمان کی طرف سے وارننگ ملی تھی کہ احمدیوں سے میل جول نہ رکھو، یہ خطرناک لوگ ہیں۔ تاہم مَیں احمدیہ جماعت کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اس لئے مَیں ان لوگوں کی باتوں کو نہیں مانتا اور جماعت کے پروگراموں میں شامل ہوتا ہوں۔

جلسہ سالانہ کا پروگرام

جلسہ کا غیر رسمی آغاز جمعہ کے دن نماز تہجد باجماعت کی ادائیگی سے ہوا جو کہ بیت الاوّل مسجد کیپ ٹاؤن میں ادا کی گئی۔ نماز فجر اور ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد مقامی احمدی اور ساؤتھ افریقہ کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب قافلہ کی شکل میں کاروں کے ساتھ جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے تا کہ وہاں جا کر جلسہ کے لئے ہال کی تیاری کے آخری مرحلہ کو مکمل کیا جائے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی جلسہ کے ہال میں کی گئی جس کے بعد لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب ہوئی۔ خاکسار نے لوائے احمدیت جبکہ مکرم زید ابراہیم صاحب نے ساؤتھ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ ہیٹی (HAITI) کے پہلے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

مختلف موضوعات پر علمی وتربیتی تقاریر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا شاملین جلسہ کے لئے خصوصی پیغام۔

(رپورٹ: قیصر محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ ہیٹی)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ ہیٹی (Haiti) کو مؤرخہ 14 و 15 اپریل 2017ء بروز جمعہ و ہفتہ اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

جلسہ کی تیاری تقریباً چار ماہ قبل شروع کردی گئی تھی اور تمام جماعتوں میں دورے کر کے احباب جماعت کو جن کی اکثریت نو احمدیوں پر مشتمل ہے جلسہ سالانہ کی تاریخی حیثیت، غرض وغایت اور اہمیت کے بارہ میں بتایا گیا۔

جلسہ کے لئے ہال اور قیامگاہوں کے لئے جائزہ لے کر مناسب قیمت پر کرایہ پر حاصل کرلیا گیا۔

جلسہ سے ایک ماہ قبل احباب کی ایک تربیتی کلاس نیشنل ہیڈ کوارٹر میں منعقد کی گئی جس میں 23 شاملین کو رضاکارانہ ڈیوٹیوں اور جلسہ کے جملہ انتظامات کے حوالے سے تیار کیا گیا۔ مختلف ملکوں کے جلسوں کی MTA سے ویڈیوز دکھائی گئیں۔ جلسہ میں نعروں کی روایت کے بارہ میں بتایا گیا اور انہیں چند عمومی نعرے بھی سکھائے گئے۔

جلسہ سے پانچ دن قبل سات افراد کی ٹیم کو جلسہ کے انتظامات کے لئے ہیڈ کوارٹر بلالیا گیا جنہوں نے رہائشگاہوں، طعامگاہ اور ہال کی تزئین کے لئے بھرپور معاونت کی۔

چونکہ یہ ہیٹی کا پہلا جلسہ سالانہ تھا اس لئے خاکسار نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ہمارے اس پہلے اور تاریخی جلسہ کے بابرکت ہونے کے لئے خاص طور پر دعا کی درخواست کی نیز اس جلسہ کے شاملین کے لئے خصوصی پیغام سے نوازنے کی بھی درخواست کی جو کہ حضرت امیر المومنین نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے قبول فرمائی اور انگریزی زبان میں ایک بہت پیارا اور روح پرور پیغام جو دو صفحات پر مشتمل تھا بھجوایا۔

جلسہ میں شمولیت کے لئے نگران ہیٹی مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب مبلغ نیویارک (امریکہ) اور مکرم محمد سعید خالد صاحب مبلغ فلوریڈا (امریکہ) کو خصوصی دعوت دی گئی۔ جلسہ کا پروگرام اور دعوت نامے چھپوا کر دیگر مہمانان اور زیر تبلیغ افراد اور تمام جماعتوں میں بھجوا دیئے گئے۔ اسی طرح جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش کے لئے خوبصورت بینرز قبل ازیں تیار کروا لئے گئے۔

چونکہ یہاں قریباً تمام جماعت نو احمدی افراد پر مشتمل ہے اور علمی اور تربیتی لحاظ سے ابتدائی مراحل میں ہے اس لئے خاکسار نے خود لوکل مقررین کو فرنچ زبان میں تقاریر تیار کر کے دیں اور جلسہ سے قبل ان کی تیاری کروائی۔

جماعتی روایات کے مطابق جلسہ سالانہ کے موقع پر لوائے احمدیت لہرایا جاتا ہے جو کہ یہاں ہیٹی میں موجود نہیں تھا جس کے لئے مرکز سے درخواست کی گئی۔ چنانچہ نیویارک امریکہ کے صدر جماعت مکرم عبدالغفور صاحب نے لوائے احمدیت ہیٹی جماعت کو تحفہ کے طور پر عنایت فرمایا اور مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب کے ذریعہ بھجوا دیا جو جلسہ پر لہرایا گیا۔ اللہ انہیں اس کی بہترین جزا دے۔

جلسہ کے جملہ انتظامات کو احسن رنگ میں بجالانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جن کے ذمہ مختلف شعبہ جات کی نگرانی کا کام تھا جن میں:

شعبہ خرید اشیاء وانتظامات رہائشگاہ وٹرانسپورٹ: مکرم قاسم احمد صاحب
شعبہ کچن وتقسیم خوراک: مکرم عبدالحکیم صاحب
شعبہ سیکیورٹی: مکرم شاہد مہدی وآصف صاحبان
شعبہ استقبال رجسٹریشن وریکارڈ: مکرم سلیمان صاحب
شعبہ نظم وضبط: مکرم علی محمد صاحب
شعبہ بُک سٹال: مکرم عبدالرحمٰن صاحب

مندرجہ بالا احباب ان شعبہ جات کے نگران تھے اور ان کے ساتھ پانچ سے دس افراد پر مشتمل ٹیمیں تھیں جو اُن کے ساتھ معاونین کے طور پر کام کرتے رہے جنہوں نے تمام انتظامات احسن رنگ میں سرانجام دیئے۔

معاونین کی ٹیم کی آمد سے جلسہ کے مہمانوں کی آمد پانچ دن قبل شروع ہو چکی تھی۔ نیز مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب 12 اپریل کو جلسہ سے دو روز قبل تشریف لے آئے۔ ان کی آمد احباب کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب بنی اور خاکسار کو ان کی رہنمائی اور دعاؤں سے مستفید ہونے کی توفیق ملی۔

جلسہ میں ملک کے طول وعرض سے حال ہی میں قائم شدہ جماعتوں سے احباب نے بڑے جوش وخروش سے شرکت کی۔ ملک کے انتہائی شمالی ریجن سے ایک جماعت (جس کا نام Beau Champ ہے) سے 37 افراد نے شرکت کی۔ بس میں سوار ہونے کے لئے تقریباً پچاس کلومیٹر کا سفر پیدل اور موٹر سائیکلوں پر کر کے قریب ترین بڑے شہر Port De Paix پہلے جہاں انہوں نے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں